# ضمیمۂ تعلیم العقاید یعنی

## رسالۂ

## امتحان العقاید بطریق سوال وجواب

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ ونصلی علی رسولہ وآلہ واصحابہ اجمعین

۱۔س۔ ایمان کی تعریف کرو اور اوس کے ارکان بتاؤ۔

۱۔ج۔ جن ضروری باتونکو جناب سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے ارکان ایمان ٹھہرایا ہے اونکو سچا جاننا ایمان ہے۔ ایمان کے ارکان چھ ہیں۔ اللہ پر ایمان لانا۔ فرشتوں پر ایمان لانا۔ آسمانی کتابوں پر ایمان لانا۔ پیغمبروں پر ایمان لانا۔ آخرت پر ایمان لانا۔ تقدیر پر ایمان لانا۔

۲۔س۔ اسلام کی تعریف کیا ہے اور اوس کے ارکان کتنے ہیں۔

۲۔ج۔ دلی اعتقاد کے مطابق زبان سے خدا کی وحدانیت اور رسالت کا اقرار کرنا اور شرع کے روسے جو امور فرض گردانے گئے ہیں اونکو بجالانا اور شرع کے روسے جو امور منع کردیے گئے ہیں اونسے باز رہنا اسلام ہے۔ اسلام کے ارکان چھ ہیں۔ توحید اور رسالت کا اقرار کرنا۔ نماز پڑھنا۔ زکوۃ دینا۔ حج کرنا۔ رمضان کے روزے رکھنا۔ خالصاً لوجہ اللہ دین اسلام کے ترقی کی کوشش کرنا۔

۳۔س۔ یہ چھ چیزین رکن کیوں ہیں۔

۳۔ج۔ یہ چھ چیزین ارکان اس وجہ سے ہیں کہ جناب سرور کائنات صلعم نے انکو ارکان اسلام قرار دیا ہے۔ گویا یہ چھ چیزین اسلام کے ستون ہیں جن پر عمارت اسلام کی بنیاد قایم ہے جو شخص ان چھ باتون کو بجالائیگا وہ پورا مسلمان سمجھا جائیگا۔

## (۱) مبحث اللہ پر ایمان لانیکا بیان

۱۔س۔ اللہ پر ایمان لانا کس طرح سے ہوتا ہے۔

۱۔ج۔ اللہ پر ایمان لانا دو طرح سے ہے ایک اجمالاً دوسرے تفصیلاً۔

۲۔ س۔ اجمالاً اللہ پر ایمان لانیکے کیا معنے ہیں اور وہ کتنی باتونکی ماننے سے حاصل ہوتا ہے۔

۲۔ ج۔ اجمالاً اللہ پر ایمان لانیکے معنے یہ ہیں کہ اوسکے چار مختصر اوصاف کا یقین کرے اور وہ چار باتیں یہ ہیں ۱۔ اللہ تعالیٰ تمام مخلوقات کا خالق ہے (۲) اللہ تعالیٰ تمام مخلوقات کا پیدا کرنیوالا ہے (۳) اللہ تعالیٰ تمام عیبوں سے پاک ہے (۴) اللہ تعالیٰ تمام اوصاف کمالیہ سے متصف ہے۔

۳۔ س۔ اللہ تعالیٰ پر تفصیلاً ایمان لانیکا کیا مطلب ہے اور وہ کن باتونکے جاننے سے حاصل ہوتا ہے۔

۳۔ ج۔ اللہ تعالیٰ پر تفصیلاً ایمان لانیکے معنے یہ ہیں کہ اوسکے چند مفصل اوصاف کا یقین کرے اور وہ بارہ اوصاف ہیں (۱) اللہ تعالیٰ موجود ہے (۲) اللہ تعالیٰ کی ذات قدیم ہے (۳) اللہ تعالیٰ ہمیشہ سے باقی ہے ہمیشہ باقی رہیگا (۴) اللہ تعالیٰ مخلوقات سے بالکل الگ ہے (۵) اللہ تعالیٰ اپنے ذات اور صفات میں یکتا ہے (۶) اللہ تعالیٰ زندہ ہے (۷) اللہ تعالیٰ صاحب قدرت ہے (۸) اللہ تعالیٰ جو چاہتا ہے سو کرتا ہے (۹) اللہ تعالیٰ ہر آواز کو سنتا ہے (۱۰) اللہ تعالیٰ ہر چیز کو دیکھتا ہے (۱۱) اللہ تعالیٰ کلام کرتا ہے (۱۲) اللہ تعالیٰ علیم ہے۔

۴۔ س۔ اللہ تعالیٰ کے موجود ہونے کا کیا مطلب۔

۴۔ ج۔ اللہ تعالیٰ کے موجود ہونیکے معنے یہ ہیں کہ اوسکا وجود کسی چیز کے واسطے سے نہیں یعنے وہ اپنے وجود میں کسی چیز کا محتاج نہیں اور اوسکا وجود ضروری ہے جسکو فنا نہیں۔

۵۔ س۔ اللہ تعالیٰ کی ذات قدیم ہے اس کا کیا مطلب ہے۔

۵۔ ج۔ اللہ تعالیٰ قدیم ہونیکے معنے یہ ہیں کہ وہ ہر چیز سے پہلے ہے یعنے وہ کسی وقت بھی معدوم نہ تھا وہ سب سے پہلے ہے اوس سے پہلے کوئی نہیں۔

۶۔ س۔ اللہ تعالیٰ ہمیشہ سے باقی ہے اور ہمیشہ باقی رہیگا اس کا کیا مطلب۔

۶۔ ج۔ اللہ تعالیٰ کے باقی رہنے کے معنے یہ ہیں۔ کہ اوس کو فنا نہیں وہ ہر وقت سے ہے اور ہمیشہ رہیگا یعنے سب کے فنا کے بعد بھی وہی ہے اوس کے بعد کوئی نہیں۔

۷۔ س۔ کیا اللہ تعالیٰ مخلوقات سے الگ ہے یا انمیں شامل ہے۔

۷۔ ج ۔ اللہ تعالیٰ مخلوقات سے باعتبار ذات کے بھی الگ ہے۔ اور باعتبار صفات کے بھی الگ ہے۔

۸۔ س ۔ اللہ تعالیٰ مخلوقات سے باعتبار ذات کے الگ ہونیکے کیا معنے ہیں۔

۸۔ ج ۔ اللہ تعالیٰ مخلوقات سے ذاتاً جدا ہونیکے معنے یہ ہیں کہ تمام مخلوقات یا تو جوہر ہیں یا عرض اللہ تعالیٰ نہ جوہر ہے نہ عرض۔

۹۔ س ۔ اللہ تعالیٰ جوہر نہیں ہے اس کا کیا مطلب۔

۹۔ ج ۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ مثل اور اجسام کے گوشت اور پوست سے مرکب نہیں ہے۔ اوسمیں ابعاد ثلثہ (یعنے طول اور عرض اور عمق) نہیں ہے اللہ تعالیٰ مثل نباتات کے نہیں ہے اللہ تعالیٰ مثل پانی کے نہیں ہے اللہ تعالیٰ مادہ نہیں ہے غرضکہ جسم اور جسمانیات سے اوسکی ذات بالکل پاک ہے۔

۱۰۔ س ۔ اللہ تعالیٰ عرض نہیں ہے اس کا کیا مطلب۔

۱۰۔ ج ۔ اسکا مطلب یہ ہے جیسا کہ اور اجسام کے اوصاف ہوتے ہیں ویسے اللہ تعالیٰ کے اوصاف نہیں ہے بلکہ اوسکی اوصاف ویسے ہیں جیسی اوسکی شان ہے یعنے اللہ تعالیٰ کی شکل مثل اور اجسام کے شکل کے نہیں ہے اوس کا رنگ اور رنگوں کے مثل نہیں وہ کھاتا پیتا نہیں اوٹھتا بیٹھتا نہیں۔ اوسکو کسی بات کی تکلیف یا کسی بات کی لذت نہیں ہوتی وہ کسی چیز میں سماتا نہیں نہ اوسمیں کوئی چیز سماتی ہے نہ اوسکو کسی نے جنا نہ وہ کسی سے جنا گیا غرضکہ جواہر اور اجسام کے جسقدر اوصاف ہیں اون سب اوصاف سے ذات باری تعالیٰ پاک ہے کیونکہ ان اوصاف کو تغیر اور فنا ہے اور اوسکی ذات اور صفات کو بقا ہے پس فانی باقی کا کیا مماثل ہوسکے۔

۱۱۔ س ۔ اللہ تعالیٰ کے اوصاف مخلوقات کے اوصاف سے الگ ہونیکے کیا معنے ہیں۔

۱۱۔ ج ۔ اسکے معنے یہ ہیں کہ اللہ تعالیٰ کا علم ہمارے علم کے مثل نہیں اوسکی قدرت ہماری قدرت کی سی نہیں اوسکی زندگی ہماری زندگی کی سی نہیں اوسکا ارادہ ہمارے ارادے کے مثل نہیں اوسکا سننا ہمارے سننے کے مثل نہیں اوسکی بینائی ہماری بینائی کی سی نہیں اوسکا کلام ہمارے کلام کا سا نہیں۔

۱۲۔ س ۔ اللہ تعالیٰ کے افعال مخلوقات کے افعال سے الگ ہونیکے کیا معنے ہیں۔

۱۲۔ ج ۔ اسکے معنے یہ ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے افعال مخلوقات کے افعال کے مشابہ نہیں اس وجہ سے کہ مخلوقات کے افعال

بو اسطہ اسباب و بذریعۂ آلات ہوتی ہیں اللہ تعالیٰ کی افعال بلا واسطہ اسباب و بلا ذریعۂ آلات ہوتی ہیں دوسری یہ کہ مخلوقات کی افعال بعض وقت عبث اور بیکار ہوتی ہیں اللہ تعالیٰ کا کوئی فعل عبث اور بیکار نہیں ہوتا ہی۔

۱۳ س۔ اللہ تعالیٰ بذاتہٖ قایم ہے اس کا کیا مطلب۔

۱۳ ج۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ وہ اپنے وجود میں کسی مکان یا کسی محل یا کسی چیز کا محتاج نہیں یعنے وہ تمام چیزون سے مستغنی ہی اور سب چیزین اوسکی محتاج ہیں۔

۱۴ س۔ اللہ تعالیٰ زندہ ہی اوسکی کیا معنے ہیں کیا اوسکی زندگی انسانکی سی زندگی ہی۔

۱۴ ج۔ اوسکی زندہ ہونیکی معنے یہ ہیں کہ اوسکی زندگی بلا واسطہ ہی اور انسانکی زندگی بواسطہ ہی انسان اپنے زندگی میں سانس اور خون اور روح کا محتاج ہی اللہ تعالیٰ ان یا تو نکا محتاج نہیں۔

۱۵ س۔ اللہ تعالیٰ ایک ہونیکے کیا معنے ہیں۔

۱۵ ج۔ اوس کا مطلب یہ ہی کہ اللہ تعالیٰ کی ذات اور صفات میں دوسرا کوئی اوسکا ساجھی اور شریک نہیں نہ اوس کا کوئی مثل ہے نہ اوس کا کوئی مخالف ہے نہ معاند۔

۱۶ س۔ اللہ تعالیٰ علیم ہے اس کے کیا معنے ہیں۔

۱۶ ج۔ اللہ تعالیٰ کی علیم ہونیکے معنے یہ ہیں کہ اوسکو ہر ہر چیز اور ہر ہر ذرہ کا علم ہی حتا کہ ریت کی کنکریون کو اور بارش کی قطرونکو اور جو کام چھپے یا کھلے ہو رہی ہیں یا ہو چکے ہیں یا ہونگے ان سب کا اوسکو علم ہے دوسرا یہ کہ اوس کا علم حصولی نہیں ہی بلکہ ہر وقت اوسکو ان چیزون کا علم ہے۔
اور سب چیزین اوسکے علم میں حاضر اور موجود ہیں یعنی اوس کا علم علم حضوری ہے۔

۱۷ س۔ یہ جو کہا گیا کہ اللہ تعالیٰ کی قدرت ہماری قدرت کی سی نہیں اسکا کیا مطلب ہے۔

۱۷ ج۔ اس کا مطلب یہ ہی کہ اللہ تعالیٰ کی قدرت ہر چیز پر پوری ہی اور ہماری قدرت ہر چیز پر ناقص اوسکی پاس ایک چیونٹی کا پیدا کرنا اور ایک اونٹ اور پہاڑ کا پیدا کرنا برابر ہی ہماری قدرت با اسباب ہی اوسکی قدرت بلا اسباب ہماری کاموں میں دیری ہوتی ہے اور اوسکی اظہار قدرت میں دیری نہیں ہوتی اگر چاہے تو آسمان اور زمین کے مثل ایک آنًا او رفانًا میں کئی ایسی آسمان و زمین بنا دی اور اگر چاہی آن واحد میں سب کو فنا کر دے

۱۸ س - یہ جو کہا جاتا ہے کہ اللہ تعالیٰ جو چاہتا ہے سو کرتا ہے اس کا کیا مطلب ہے ہم بھی تو بہت ساری چیزیں چاہتے ہیں وہ ہوتی ہیں پھر ہمارے ارادے اور اوسکے ارادے میں کیا فرق ہے۔

۱۸ ج - ہمارے ارادے میں اور اوسکے ارادے میں زمین و آسمان کا فرق ہے اوسکا چاہنا غیر محدود ہے اور ہمارا چاہنا محدود وہ جو چاہتا ہے سو کرتا ہے ہم جو چاہیں سو نہیں کر سکتے بلکہ اوسی قدر کر سکتے ہیں جسقدر ہماری امکان میں ہے ہمارے چاہنے اور کرنے میں مہلت اور دیری ہوتی ہے اور اوسکے چاہنے اور کرنے میں دیری نہیں۔

۱۹ س یہ جو کہا جاتا ہے کہ اللہ تعالیٰ سنتا ہے ہم بھی سنتے ہیں پھر ہمارے سننے اور اوسکے سننے میں کیا فرق ہے۔

۱۹ ج - ہمارے سننے اور اللہ تعالیٰ کے سننے میں زمین آسمان کا فرق ہے اولاً یہ کہ وہ ہر آواز کو سنتا ہے خواہ پکار کر ہو یا آہستہ حتیٰ کہ جو چیونٹی صاف چٹان پر چلتی ہے اوسکے پاؤں کی آہٹ کو بھی وہ سنتا ہے برخلاف ہمارے سننے کے کہ ہم پکار کی آواز کو بھی جب ہی سنتے ہیں کہ ہمارے کانوں کے درمیان اور پکارنے والے کے درمیان کوئی چیز حایل نہو دوسرے ہم سننے میں کانوں کے محتاج ہیں اللہ تعالیٰ اپنے سننے میں کانوں کا محتاج نہیں ہے اور نہ اوس کے کان ہیں۔ اور نہ اوسکی سننے کے لئے کسی چیز کا حایل ہونا مانع ہے۔

۲۰ س - اللہ تعالیٰ دیکھتا ہے اس کے کیا معنے ہیں ہم بھی تو دیکھتے ہیں۔

۲۰ ج - اللہ تعالیٰ کے دیکھنے کے معنے یہ ہیں کہ وہ ہر چیز کو دیکھتا ہے یہانتک کہ کالی چیونٹی جو اندھیری رات میں چلتی ہے اوسکی چال کو بھی وہ دیکھتا ہے غرضکہ زمین اور آسمان میں جو کچھ ہو رہا ہے سب کی اوسکو خبر ہے ہم اپنے دیکھنے میں آنکھوں کے محتاج ہیں اور دوسرے یہ کہ کوئی چیز حایل نہ ہو جب دیکھ سکتے ہیں برخلاف خدا کے دیکھنے کے وہ آنکھ کا محتاج نہیں خواہ کوئی چیز حایل ہو یا نہ ہو وہ دیکھتا ہے۔

۲۱ س - اللہ تعالیٰ کلیم ہے اسکے کیا معنے ہیں۔

۲۱ ج - اسکے معنے یہ ہیں کہ اوس کا کلام مخلوق کے کلام سے بالکل الگ ہے اولاً تو اس وجہ سے کہ مخلوق کا کلام بواسطہ منہ اور زبان اور ہونٹوں کے ہے اللہ تعالیٰ کا کلام بلا زبان اور بلا ہونٹ اور بلا منہ کے ہے دوسرے یہ کہ ہمارا کلام مخلوق اور حادث ہے اور خدا کا کلام قدیم ہے یعنے جیسے اوسکی ذات قدیم ہے ویسا ہی اوسکا کلام بھی غیر مخلوق اور قدیم ہے۔

۲۲س۔ اللہ تعالیٰ کے کونسے ایسے اوصاف ہیں جنکو ہم بلا کیف مانتے ہیں۔

۲۲ج۔ چند اوصاف اللہ تعالیٰ کے ایسے ہیں جنکی ہم کیفیت نہیں بیان کرسکتے جیسی اوسکی شان ہے ویسا ہی اوسکے اوصاف ہیں اور وہ اوصاف یہ ہیں ہنسا تعجب کرنا اوترنا چڑھنا وغیرہ جنکا ذکر حدیثوں میں آیا ہے۔

۲۳س۔ کن کن اوصاف سے اللہ تعالیٰ پاک ہے۔

۲۳ج۔ مندرجہ ذیل اوصاف سے اللہ تعالیٰ بالکل بری ہے یعنے یہ اوصاف اوسمیں نہیں ہے۔ عدم (نہ ہونا)۔ حدوث (نو پیدا ہونا) جہل (نادانی)۔ شرک۔ عجز۔ گنگ۔ نابینائی۔ اور جسقدر عیوب ہیں سب سے اوسکی ذات پاک ہے۔

۲۴س۔ کیا اللہ تعالیٰ کی صورت اور ہاتھ پیر اور آنکھیں ہیں۔

۲۴ج۔ اس میں دو مذہب ہیں ایک سلف کا دوسرے متاخرین کا سلف کا مذہب یہ ہے کہ جیسی اللہ تعالیٰ کی شان ہے ویسی ہے اوسکی صورت ہے ویسے اوسکے پیر ہیں ویسے اوسکے ہاتھ ہیں اوسمیں ہم تاویل نہیں کرسکتے اور یہی مذہب حق ہے دوسرے متاخرین کا اونھوں نے ہاتھ سے مراد قدرت منہ سے مراد ذات وغیرہ لئے ہیں۔

## (۲) بحث فرشتون پر ایمان لانے کا بیان

۱س۔ فرشتون کی تعریف کیجئے اور اونکے اوصاف بیان کیجئے۔

۱ج۔ فرشتے وہ نورانی لطیف اجسام ہیں جو نور سے پیدا کئے گئے نہ وہ کھاتے ہیں نہ پیتے ہیں ذکر الٰہی اونکا شغل ہے نہ وہ مذکر ہیں نہ مونث وہ اللہ تعالیٰ کے معزز بندے ہیں وہ خدا کے حکم کی نافرمانی نہیں کرتے جو حکم اونکو کیا جاتا ہے اوس کو فوراً بجا لاتے ہیں۔

۲س۔ کیا انسان فرشتون کو دیکھ سکتا ہے۔

۲ج۔ فرشتے جب اصلی صورتمیں ہوتے ہیں تو اونکو سوائے انبیا کے کوئی نہیں دیکھ سکتا کیونکہ وہ لطیف ہیں جیسا کہ ہوا بوجہ لطافت کے دکھائی نہیں دیتی البتہ جب فرشتے جسم کثیف یعنے صورت انسان میں آتے ہیں تو البتہ دکھائی دیتے ہیں۔

۳س۔ یہ امر ہمکو بعید از عقل معلوم ہوتا ہے کیونکہ جب وہ اجسام لطیفہ ہیں تو کوئی وجہ نہیں کہ نظر نہ آئیں۔

۳-ج- ہر اجسام کیلئے نظر آنا ضرور نہیں ہے اور نہ اونکا محسوس ہونا لازمی ہے بہت ساری چھوٹی سے
چھوٹی اجسام جیسے پانی ہوا اور باریک کیڑے (جو جوئیں ہیں) بغیر مکبرات کے اونکو نہیں دیکھ سکتے
اور نہ اونکو محسوس کرسکتے ہیں اور بڑے سے بڑے سیارے کواکب موجود ہیں کہ جنکو ہم بغیر اسطرلاب
اور دوربین کے نہیں دیکھ سکتے پھر اگر فرشتے نہ دکھائی دیں تو تعجب کیا ہے دوسرے یہ کہ ہر چیز کا دیکھنا اور
نہ دیکھنا قوت بصارت اور ضعف بصارت پر موقوف ہے انبیاء علیہم السلام کی قوت بصارت بہ نسبت
عوام کے بڑی ہوئی ہے اس واسطے وہ دیکھ لیتے ہیں اور عوام بوجہ ضعف بصارت کے نہیں دیکھ سکتے اور اس
بات کا مشاہدہ بھی ہے کہ ایک شخص بوجہ قوۃ بصارت کے دور سے ایک چیز دیکھ لیتا ہے اور دوسرا شخص
بوجہ ضعف بصارت کے نزدیک کی چیز کو بھی نہیں دیکھ سکتا۔

۴-س- پھر فرشتے انبیاؤں کو کیسے دکھائی دیتے ہیں۔

۴-ج- انبیاء کی قوۃ بصارت بڑھی ہوئی ہے اور وہ خود نورانی ہیں اور اونکی بینائی بمنزلہ شفاف
آئینہ کے ہے اور وہ متحمل اور برداشت کرنیوالے اونکی صورت کے ہیں اسواسطے اونکو دیکھائی دیتے ہیں اور
عوام کو نہیں دکھائی دیتے۔

۵-س- فرشتوں کے اور اوصاف کیا ہیں۔

۵-ج- فرشتے اللہ تعالیٰ کی مخلوق ہیں اونکو اللہ تعالیٰ نے بڑی قدرت دی ہے ویسی قدرت بشر کی نہیں
وہ بہت بڑی سی بڑی مسافت کو آن واحد میں قطع کرلیتے ہیں اور بڑی سی بڑی چیز جیسے پہاڑ اور مکانات
اور شہروں کو ایک دم میں اٹھا کر پھینک دیتے ہیں اور باوجود اسکے پھر کسی قسم کی اونکو تکان نہیں ہوتی۔

۶-س- فرشتوں کے خدمات کیا ہیں۔

۶-ج- فرشتوں کے مختلف خدمات ہیں بعض فرشتوں کو وحی کی خدمت ہے جیسے (جبرئیل علیہ السلام)
اور بعض کو قبض روح کی خدمت ہے جیسے عزرائیل علیہ السلام اور بعض فرشتے مثل خفیہ پولیس کے ہیں کہ جو
سب مخلوقات کی کارروائیوں کو لکھ رکھتے ہیں جیسے کراماً کاتبین بعض کو صور کی خدمت ہے جیسے
اسرافیل علیہ السلام بعض جنت پر متعین ہیں اور بعض دوزخ پر آٹھ فرشتے تخت رب العالمین کو تھامے ہوئے ہیں۔

# (۳) مبحث۔ آسمانی کتابوں پر ایمان لانیکا بیان

۱ س۔ کتب آسمانی کے نسبت آپکا کیا اعتقاد ہے۔

۱ ج۔ اللہ تعالیٰ نے مخلوق کی ہدایت کیلئے انبیاؤں پر بذریعہ وحی کے چند کتابیں آسمان سے اُتاری ہیں اون کتابوں میں اوامر اور نواہی اور وعد اور وعید اور دعائیں اور نصایح ہیں اور کتب آسمانیمیں جو کچھ کلام ہے وہ کلام الٰہی ہے جو بلا کیف ہے اونمیں چار کتابیں مشہور ہیں توریت شریف انجیل شریف۔ زبور شریف۔ اور قرآن شریف۔

۲ س۔ توریت کیا ہے۔

۲ ج۔ توریت بھی اللہ کی کتاب ہے جو موسیٰ علیہ السلام پر نازل ہوئی تھی اُسمیں احکام شرعیہ اور عقاید صحیحہ اور جناب سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی بشارت بھی موجود تھی کہ آخر زمانہ میں ایک نبی اسمٰعیل علیہ السلام کی نسل سے پیدا ہونگے اور وہ نئی شریعت کو لیکر آئینگے اونکی اطاعت اور احترام سب پر واجب العمل ہوگی

۳ س۔ یہ توریت جو آج کل موجود ہے۔ آیا یہ وہی توریت ہے۔

۳ ج۔ علماء اسلام کا اعتقاد ہے کہ توریت کا صحیح نسخہ جو موسیٰ علیہ السلام پر جا بجا نازل ہوا تھا یہ وہ نہیں ہے موجودہ توریت میں بہت کچھ تحریف و تبدیل ہوی ہے اور اوسکی بڑی دلیل یہ ہے کہ اوس میں دوزخ اور جنت اور قیامت کا ذکر تک نہیں حالانکہ اس کا ذکر سب سے اہم تھا دوسری وجہ یہ ہے کہ اسمیں موسیٰ علیہ السلام کی وفات کا ذکر ہے حالانکہ جس نبی پر وہ اوتری تھی وہ تو اسوقت زندہ موجود تھے۔

۴ س۔ زبور کیا ہے۔

۴ ج۔ زبور بھی آسمانی کتاب ہے جو داؤد علیہ السلام پر نازل ہوی تھی اسمیں بھی کچھ دعائیں اور کچھ اذکار اور کچھ مواعظ اور کچھ حکمت کی باتیں تھیں اور احکام شرعیہ اوسمیں نہیں تھے کیونکہ داؤد علیہ السلام شریعت موسوی کے پابند تھے لیکن اسکا بھی صحیح نسخہ نہیں ملتا اور اسمیں کچھ کچھ تحریف او رتبدیل ہوئی ہے کیونکہ اسمیں بہت ساری باتیں خدا کی طرف ایسی منسوب ہیں جو خدا کے شایان نہیں۔

۵ س ۔ آپ کا انجیل کے بارہمیں کیا اعتقاد ہے ۔

۵ ج ۔ انجیل بھی کتاب آسمانی ہے جو عیسیٰ علیہ السلام پر نازل ہوئی ہے اوسمیں توحید اور ذات باری تعالیٰ کی تنزیہہ کا بیان ہے اور اس بات کو بخوبی بیان کیا گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ شرک اور اولاد سے پاک ہے اور بعض فروعی احکام توریت کی تنسیخ بھی ہے اور نیز جناب سرور کائنات صلعم کی بشارت کا بھی ذکر ہے غرضکہ جو انجیل عیسیٰ علیہ السلام پر نازل ہوئی ہے اوس کی بھی تعظیم ہمپر واجب ہے ۔

۶ س ۔ اس وقت نصاریٰ کے پاس جو انجیل ہے آیا یہ وہی انجیل ہے ۔

۶ ج ۔ نصاریٰ کے پاس جو انجیل ہے یہ بعینہٖ وہی انجیل نہیں ہے بلکہ عیسیٰ علیہ السلام کے آسمان پر چلے جانیکے بعد اصل انجیل میں تحریف کرکے بنائی گئی ہے اگرچہ اناجیل بہت ہیں لیکن اسوقت نصاریٰ کے پاس چار انجیلیں مشہور ہیں انجیل لوقا ۔ انجیل مرقس انجیل یوحنا انجیل متّی انمیں لوقا اور مرقس وہ ہیں کہ جنہوں نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی صحبت تک نہیں اوٹھائی یہ دونوں تو اپنی انجیل میں سنی سنائی باتیں لکھتے ہیں جسمیں الہام کو کچھ بھی دخل نہیں دوسری متّی اور یوحنا اولاً تو انکا حواری ہونا خود ایک مشکوک امر ہے اگر فرضاً اونکے حواری ہونیکو مان بھی لیا جائے تو یہ جو کچھ واقعات لکھتے ہیں وہ بعض اپنے اوپر کے گذرے ہوئے واقعات اور کچھ سنی سنائی باتیں لکھتے ہیں اور بعض جگہ توریت اور صحف انبیاء کے غلط حوالے دیتے ہیں اور جب دیکھا جائے تو وہاں اوسکا نام ونشان نہیں اور پھر نزاکت یہ ہے کہ ہر انجیل کا مضمون دوسری انجیل سے جدا اگر بعینہٖ یہ وہی انجیل ہوتی تو اختلاف کاہے کو ہوتا اصل کلام باری میں سب کو متفق ہونا چاہیئے تھا ۔

۷ س ۔ خلاصہ مجھکو بتا دیجئے کہ ان موجودہ کتب آسمانی کے نسبت کیا اعتقاد رکھنا چاہیئے ۔

۷ ج ۔ چونکہ توریت اور انجیل کا اصل اور صحیح نسخہ نہیں ملتا اور موجودہ توریت اور انجیل کے نسخو نمیں رطب و یابس یعنے صحیح اور غیر صحیح سب ہے اسلئے یہ کتابیں قابل وثوق نہیں ہاں البتہ اونکے مضامیں جہانتک ہمارے قرآن کے موافق ملتے ہیں اونکو ہم بھی مانتے ہیں غرضکہ یہ کتابیں غیر موثوق اور منسوخ ہیں تاہم ہمکو اون کی توہین نہیں کرنا چاہیئے گو وہ غیر موثوق اور قابل عمل نہ ہوں ۔

۸ س - قرآن کے بارے میں کس قسم کا اعتقاد رکھنا چاہیئے -

۸ ج - قرآن اللہ کا کلام ہی جو ہمارے نبی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوا ہی یہ آخری کتاب ہی اب کوئی کتاب آسمان سے نہیں اتریگی قرآن سب کتابوں کا ناسخ ہی قیام قیامت تک قرآن کا حکم جاری رہیگا اور وہ ہم تک متواتر بجنسہ پہونچا ہی جس پر سب علماء کا اتفاق ہی اوسمیں تغیر او رتبدل نہ ابتک ہوا ہے نہ آیندہ ہوگا کیونکہ خود خدائے تعالیٰ نے اوسکی حفاظت کا ذمہ لیا ہی اور یہ ہی دلیل اوسکے معجزہ ہونیکی ہے -

۹ س - قرآن عظیم الشان سب سے بڑا معجزہ جناب سرور کائنات صلعم کا کیوں ہے -

۹ ج - قرآن عظیم الشان سب سے بڑا معجزہ ہونیکی دلیل یہ ہی کہ اگلے انبیاء کے جو معجزات تھے وہ اونکے زمانہ تک محدود رہے انبیا کے گذرنیکے ساتھ اون اون معجزات کا بھی خاتمہ ہوگیا اب صرف اون کا تذکرہ ہی تذکرہ ہے لیکن قرآن ایسا معجزہ ہے کہ باوجود سرور کائنات صلعم کے وفات پانیکے ابتک باقی ہی اور اوسکے معجزہ ہونیکی پہلی دلیل یہ ہی کہ باوجود سرور کائنات صلعم کے امی ہونیکے آپ سے ایسا فصیح اور بلیغ کلام صادر ہوا کہ اوس جیسا کلام طاقت بشری سے صادر ہونا محال ہی اور جناب سرور کائنات صلعم ۲۳ برس تک عربونسے (جو اہل لسان تھے اور اپنے کلام کو فصیح اور بلیغ کرنیکی قابلیت رکھتے تھے) اسی کلام کے ساتھ مقابلہ کرتے رہے اور اونکو اسی امر کا بخوبی موقع دیتے رہے کہ ایک آیت بھی اسکے مثل بنالائیں لیکن نہ وہ لاسکے اور آخر میں عاجز ہوکر جب زبان سے مقابلہ نہ کرسکے تو تلوار سنان سے لڑنے پر آمادہ ہوئے اور جب عرب جیسے لوگوں کو آپ سے مقابلہ کرنیکی طاقت نہیں ہوئی تو دوسرن کی کیا مجال تھی کہ آپ سے مقابلہ کرتے دوسرے یہ کہ آج تیرہ سو برس ہوتے ہیں اس عرصہ میں کیسے کیسے فصیح اور بلیغ پیدا ہوے لیکن کوئی بھی قرآن کا مقابلہ فصاحت اور بلاغت میں ایک آیت سے بھی نہ کرسکا اور سبھوں نے کہدیا کہ یہ کلام الٰہی ہی تیسرے یہ کہ باوجود آپکے امی ہونیکی آپنے اگلے اور پچھلے واقعات کی خبریں دیں اور اگلے امتوں اور نبیوں کے جو حالات تھے اونکو من وعن بیان کردیا جو بالکل صحیح تھے اور آیندہ واقعات کی پیشین گوئی ایسی کی جو ہو کر رہی چوتھے یہ کہ قرآن میں آپنے ایسے علوم بیان کئے کہ جن سے نہ عرب واقف تھے نہ عجم -

۸ س - قرآن کے بارے میں کس قسم کا اعتقاد رکھنا چاہیے۔

۸ ج - قرآن اللہ کا کلام ہی جو ہمارے نبی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوا ہی یہ آخری کتا
کوئی کتاب آسمان سے نہیں اتریگی قرآن سب کتابوں کا ناسخ ہی قیام قیامت تک قرآن کا حکم
اور وہ ہم تک متواتر بجنسہ پہونچا ہی جس پر سب علماء کا اتفاق ہی اوسمیں تغیر اور تبدل نہ ابتک
نہ آیندہ ہوگا کیونکہ خود خدائے تعالی نے اوسکی حفاظت کا ذمہ لیا ہی اور یہی دلیل اوسکے معجزہ ہونیکی ہے۔

۹ س - قرآن عظیم الشان سب سے بڑا معجزہ جناب سرور کائنات صلعم کا کیوں ہے۔

۹ ج - قرآن عظیم الشان سب سے بڑا معجزہ ہونیکی دلیل یہ ہی کہ اگلے انبیاء کی جو معجزات تھے وہ اونکی
محدود رہی انبیا کی گذرنیکے ساتھ اون اون معجزات کا بھی خاتمہ ہوگیا اب صرف اون کا تذکرہ
لیکن قرآن ایسا معجزہ ہے کہ باوجود سرور کائنات صلعم کی وفات پانیکے ابتک باقی ہی اور اوسکے
پہلی دلیل یہ ہی کہ باوجود سرور کائنات صلعم کی امی ہونیکے آپ سے ایسا فصیح اور بلیغ کلام صادر
اوس جیسا کلام طاقت بشری سے صادر ہونا محال ہی اور جناب سرور کائنات صلعم ۳۰ برس تک
(جو اہل لسان تھے اور اپنے کلام کو فصیح اور بلیغ کرنیکی قابلیت رکھتے تھے) اسی کلام کی ساتھ
کرتے رہے اور اونکو اسی امر کا بخوبی موقع دیتے رہے کہ ایک آیت بھی اسکے مثل بنالائیں لیکن نہ وہ
اور آخر میں عاجز ہوکر جب زبان سے مقابلہ نہ کرسکے تو تلوار سنان سے لڑنے پر آمادہ ہوئے او
عرب جیسے لوگوں کو آپ سے مقابلہ کرنیکی طاقت نہیں ہوئی تو دوسرں کی کیا مجال تھی کہ آ
مقابلہ کرتے دوسرے یہ کہ آج تیرہ سو برس ہوتے ہیں اس عرصہ میں کیسے کیسے فصیح او
پیدا ہوئے لیکن کوئی بھی قرآن کا مقابلہ فصاحت اور بلاغت میں ایک آیت سے بھی نہ کرسکا
سبھون نے کہدیا کہ یہ کلام الٰہی ہی تیسری یہ کہ باوجود آپکے امی ہونیکی آپنے اگلے اور پچھلے
کی خبریں دیں اور اگلے امتوں اور نبیوں کی جو حالات تھے اونکو من وعن بیان کردیا جو بالکل
اور آئندہ واقعات کی پیشین گوئی ایسی کی جو ہو کر رہی چوتھے یہ کہ قرآن میں آپنے ایسے
بیان کئے کہ جن سے نہ عرب واقف تھے نہ عجم۔

پورا کریگا جب تو تم تصدیق کروگے چنانچہ اوس ایلچی کے کہنے سے بادشاہ تین دفعہ تخت سے خلاف عادت اوٹھے اور بیٹھ جائے دیکھنے والونکو ضرور اس امر کا یقین ہوگا کہ بیشک یہ شخص بادشاہ کی طرف سے بھیجا گیا ہے جب تو بادشاہ نے اوسکی بات سنی ایسا ہی حال انبیا کا ہے کہ جب انبیا نے نبوت کا دعوی کیا اور کہا کہ ہم خدا کی طرف سے بھیجے ہوئے ہیں حالانکہ خدا تعالیٰ اونکے اس قول کو بخوبی سن رہا ہے اور دیکھ رہا ہے کہ منکرین رسالت کی انکار پر مصر ہیں انبیا نے خود جناب باری میں عرض کی کہ بار خدایا اگر ہم اپنے دعوی میں سچے ہیں تو تو اپنے عادت کے خلاف ایسا امر صادر کر کہ جس سے ہماری نبوت کی تصدیق ہو جائے اور منکرین انکار سے باز آجائیں۔ اللہ تعالیٰ نے انبیا کے کہنے سے خلاف عادت ایک امر اونھیں کے ہاتھ پر صادر کرایا جسمیں منکرین کو انکار کی گنجائش نہ رہی غرضکہ انبیا سے معجزات کا صادر ہونا بمنزلہ اس کہنے کے ہیں کہ انبیا دعوی میں سچے ہیں

۵ س۔ جب ایسا ہے تو معجزہ اور جادو میں کیا فرق ہے۔

۵ ج۔ اگرچہ بادی النظر میں جادو بھی خلاف عادت معلوم ہوتا ہے لیکن جادو باسباب ہوتا۔ اور معجزہ بلا اسباب اور اوس کا خلاف عادت معلوم ہونا اسباب کی جہالت کی وجہ سے ہوتا ہے دوسرے جادو کا مقابلہ (بشرطیکہ اوس کے اسباب معلوم ہو جائیں) ہو سکتا ہے معجزہ کا مقابلہ نہیں ہو سکتا جیساکہ جادوگروں نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی لکڑی سے مقابلہ کیا آخر کو عاجز ہو گئے تیسرے یہ کہ وقوع نفوس خبیثہ سے ہوتا ہے اور معجزہ کا صدور پاک نفوس سے۔

۶ س۔ اچھا تو معجزہ اور کرامت میں کیا فرق ہے۔

۶ ج۔ کرامت کا صادر ہونا ولی سے بلا دعوی نبوت ہوتا ہے برخلاف معجزہ کے کہ اوسکا صدور نبی سے دعوی نبوت کے ساتھ ہوتا ہے اور دوسری اولیاء اللہ کی کرامت بارگاہ خداوندی میں اونکے تقرب اور اکرام کی ہوتی ہے اور معجزہ باعث تقرب اکرام اور باعث تصدیق نبی ہوتا ہے کرامت اوس ولی سے سرزد ہوتی ہے کہ جو اوس نبی کا ہو جس نبی کی امت میں وہ ہے اگر ولی اوس نبی کا مقر نہیں ہے کہ جسکے زمانہ میں ہے تو ایسا شخص ولی نہیں اگر اوس سے کوئی خلاف عادت امر صادر ہو تو وہ استدراج ہے۔

۷۔ س۔ انبیاء کیلئے کونسے صفات لازمی ہے۔

۷۔ ج۔ چار صفات انبیاء کیلئو لازمی ہیں۔ سچائی۔ امانت داری۔ احکام خداوندی کا پہونچانا۔ زیرکی سچائی کے معنے یہ ہیں کہ اونکا کہنا بالکل مطابق واقع کے ہوتا ہے خواہ دینی امور ہوں یا دنیوی اون سے کبھی جھوٹ صادر نہیں ہوتا۔ امانت داری کے یہ معنی ہیں کہ وہ احکام خداوندی کے پہونچانے میں بڑے امین ہوتے ہیں کسی بات کو چھپاتے نہیں اور اونکا ظاہری حال بالکل مرضی خداوندی پر ہوتا ہے اور کبھی اونسے ایسا فعل صادر نہیں ہوتا کہ جو خدا کی مرضی کے خلاف ہو اور اسی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے اونکو تمام مخلوقات میں منتخب کیا ہے اور احکام خداوندی کے پہونچانے میں وہ عمداً یا نسیاناً کسی طرح کی کوتاہی نہیں کرتے اون احکام کو اچھی طرح مخلوق پر کھولدیتے ہیں زیرک اور عقلمند ہونیکے معنی یہ ہیں کہ اونکی سمجھ اور دانائی ساری مخلوقات سے بڑھی ہوئی ہے۔

۸۔ س۔ انبیاؤں سے کن باتوں کا صدور محال ہے۔

۸۔ ج۔ چار باتوں کا صدور انبیا سے محال ہے اولاً جھوٹ نہیں بولتے ثانیاً خدا کی نافرمانی نہیں کرتے گناہوں سے پاک ہوتے ہیں ثالثاً حق امر کے اظہار میں غفلت نہیں کرتے رابعاً حق امر کو چھپاتے نہیں اور جو امر لوگوں میں عیب گنے جاتے ہیں اون سب عیبوں سے وہ پاک ہوتے ہیں اونکے پیشے ذلیل نہیں ہوتے نسب میں شریف ہوتے ہیں کوئی کلمہ بے ہودہ اون سے نہیں نکلتا گونگے بہرے کانے نہیں ہوتے۔ جملہ عیوب جسمانی سے بھی وہ پاک ہوتے ہیں۔

۹۔ س۔ جب انبیا گناہوں سے معصوم ہوتے ہیں تو پھر کیا وجہ تھی کہ آدم علیہ السلام نے گیہوں کا دانہ کھایا جس کی وجہ سے جنت سے نکالے گئے۔

۹۔ ج۔ آدم علیہ السلام جو درخت سے گیہوں کھایا وہ بھول سے تھا جیسے قرآن میں آیا ہے وَلَقَدْ عَهِدْنَا اِلٰی آدَمَ فَنَسِیَ وَ لَمْ نَجِدْ لَہٗ عَزْمًا اور بھولنے والا عاصی نہیں ہوتا۔

۱۰۔ س۔ یہ آپ کیا لکھ رہے ہو قرآن میں صاف فَعَصٰی آدَمُ رَبَّہٗ فَغَوٰی ہے جس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ آدم علیہ السلام نے عصیان کیا اور اگر ایسا نہ ہوتا تو جنت سے کاہے کو نکالے جاتے اور استغفار کیوں کرتے۔

۱۰۔ ج۔ چونکہ بڑونکا چھوٹا سا قصور بھی بڑا سمجھا جاتا ہی اسوجہ سے اللہ تعالیٰ انکی چھوٹے سے قصور کو نافرمانی داخل کیا اور بلفظ نسیان کو عصیان سے فرمایا غرضکہ اونکی بھول چوک بھی خدا کی بارگاہ میں نافرمانی کی سزا ہیں چنانچہ اسی بنا پر آدم علیہ السلام اس چھوٹے سے قصور پر عمر بھر روتے اور استغفار مانگتے رہے تاکہ درجات عالی حاصل ہوں اور ترقی مراتب ہو یہانسے اسکو سمجھ لینا چاہئے کہ جہاں انبیاؤں کی خطاؤں کا ذکر ہے وہاں وہ اگرچہ دوسرونکی نسبت چھوٹی ہیں لیکن اونکی کمال طاعت اور علو مرتبت کے اعتبار سے بڑی ہیں اور اونسے ایسی گناہ صادر نہیں ہوتی جیسے عام لوگونسے صادر ہوتی ہیں غرضکہ ایسی خطائیں انسے بھول چوک سے صادر ہوئی ہیں جو فی الحقیقت عصیان نہیں ہے۔

۱۱۔ س۔ جب ایسا ہی تو پھر اعتراف کیوں کیا اور ربنا ظلمنا انفسنا کیوں کہتے رہے۔

۱۱۔ ج۔ انبیاؤں کا چھوٹے سے قصور پر اعتراف کرنا اسوجہ سے ہے کہ وہ اپنے مالک حقیقی کو بہت پہچانے ہوئے تھے اوسکا ڈر اور خوف اونکے دلونمیں بہت جاگزیں تھا غرضکہ کمال تقوی کی وجہ سے وہ چھوٹے سے قصور کو بھی بڑا سمجھتے تھے اور اسمیں اپنی امتونکو بھی تنبیہ اس امر کی تھی کہ باوجود ہماری پیغمبر ہونیکے ہم اسقدر خائف ہیں تو تمکو کسقدر خائف رہنا چاہیے جب چھوٹے سے قصور پر ہمارا یہ حال ہوا تو تمہارے بڑی بڑی خطاؤں کی تمکو کیا سزا ملنا چاہیئے۔

۱۲۔ س۔ کیا انبیا لوازمات بشری سے پاک ہیں۔

۱۲۔ ج۔ جو عوارضات بشری انسانکو لاحق ہوتی ہیں ویسے عوارضات انبیا کو بھی لاحق ہوتی ہیں یعنے کھانا پینا بھوک پیاس گرمی سردی راحت مرض صحت موت وغیرہ جیسا کہ انسان کو لاحق ہوتی ہیں ویسا ہی انبیا کو لاحق ہوتی ہیں زندگی کے اسباب معیشت کی ضرورت جیسا کہ انسان کو ہوتی ہے ویسا ہی انبیا کو ہوتی ہے لیکن ساتھ ہی اسکے ان لوازمات بشری سے اونکے مرتبہ نبوت میں کچھ نقصان نہیں آتا۔

۱۳۔ س۔ جب انبیا خدا کے برگزیدہ اور چہیتے بندے ہیں تو پھر کیا وجہ ہے کہ اونکو بیماریاں دکھ اور تکالیف لاحق ہوتے ہیں حالانکہ محبوب بندے ہر طرح سے آرام سے رہنا چاہیئے۔

۱۳۔ ج۔ انبیاؤنکو مصائب لاحق ہوتے ہیں اللہ تعالیٰ کی بڑی حکمت ہے اول تو مقصود ذات باری تعالیٰ اس تکالیف سے اونکے مراتب کا بڑھانا ہے دوسرے یہ کہ اونسے سب سے پہلے اطاعت کی آزمایش اور

اونکی ثابت قدمی اور صبر کا امتحان ہی تیسری اسمیں مصلحت یہ رکھی ہی کہ انبیا کی صبر مصیبت کو دیکھکر اونکی امتی بھی ونکی اقتدا کرین کہ جب باوجود اونکی اولوالعزم ہونیکی اون پر مصیبتیں نازل ہوئیں تو ہم کس شمار قطار میں ہیں ہمکو بھی مصیبت میں صبر اختیار کرنا چاہیئے اور یہ سمجھ رکھنا چاہیئے کہ دنیا دار الامتحان ہی نہ دار الامان چوتھے یہ مصلحت ہے کہ جب اون سے معجزات کا صدور دیکھیں تو کہیں حسن اعتقاد سے اونکے الوہیت کا اعتقاد نہ کر بیٹھیں اور معاذ اللہ اون کو خدا نہ سمجھیں کیونکہ اگر وہ خدا ہوتے تو اونپر آلام اور احزان کیوں آتے اور لوازمات بشری کیون لاحق ہوتے غرضکہ انبیا علیہم السلام اگرچہ اولوالعزم ہیں اور سب مخلوقات میں اون کا مرتبہ بڑھکر ہے لکن نفع کے حاصل کرنے میں اور ضرر کے دور کرنے میں وہ خدا کے محتاج بندے ہیں اونکو خدا کے مقابلہ میں کسی بات کا اختیار نہیں۔

۱۴ س۔ مجھے آپ خلاصہ فرما دیجیئے کہ انبیا سے کس قسم کا اعتقاد رکھنا چاہیئے۔

۱۴ ج۔ ہمکو انبیا سے اس قسم کا اعتقاد رکھنا چاہیئے کہ وہ ہر قسم کی عمدہ اوصاف سے موصوف ہیں ظاہراً اور باطناً ہر عیب سے پاک ہیں اونکو جو لوازمات بشری لاحق ہوتے ہیں اس سے اونکی مرتبہ نبوت میں کسی قسم کا نقصان نہیں عاید ہوتا اللہ تعالیٰ نے اون کو سب مخلوقات میں سے منتخب کر لیا ہے اونکو مخلوقات کی ہدایت کیلیئے اور احکام الٰہی کے پہونچانے کی غرض سے بھیجا ہے اصل مسئلہ توحید میں سب انبیا متفق ہیں البتہ زمان اور مکان کی اختلاف سے احکام شرعیہ میں اختلاف ہوا ہے لکن اصولی باتوں میں سب انبیا متفق ہیں۔

۱۵ س۔ جناب سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے نسبت ہمکو کیسا اعتقاد رکھنا چاہیئے۔

۱۵ ج۔ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم سب انبیاؤں میں افضل ہیں آپ تمام جن اور انس کے طرف مبعوث ہوئے ہیں۔ آپ خاتم الانبیا ہیں۔

۱۶ س۔ جناب سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی خاتم الانبیا ہونیکی کیا دلیل ہے۔

۱۶ ج۔ آپکے خاتم الانبیا ہونیکی دلیل یہ ہی کہ ذات باری تعالیٰ کا بڑا مقصود انبیاؤنکو بھیجنے سے

یہ ہے کہ مخلوق کو خدا کی عبادت کی طرف بلایا جائے۔ اور اُنکے امور معاش اور معاد کو متعلق ایسے مفید سے
طریقے بتلائیں جائیں کہ جو بالکل آسان اور سیدھے ہوں اور ہر زمانہ اور موقع کی لحاظ سے کار آمد ہوں اور
جو امور کہ اونکے نظر و فہم سے غایب ہیں اور وہ حالات کہ جن تک فکر و نکی رسائی نہیں ہوتی اونکو ایسی تشریح سے
بتایا جائے کہ جو سمجھ میں آ جائے اور شبہات اور شکوکات کا قلع قمع ہو جائے اور قطعی دلیلوں سے دین حق کا اثبات
کر دیا جائے کہ مخالف کو کسی طرح کا شک و شبہ نہ رہے چونکہ ان سب باتونکی جامع شریعت محمدیہ ہے
اور اُس نے تمام احکام معاد اور معاش کو پورے طور پر اچھی طرح بتلا دیا ہے اور اوسکی تکمیل ایسے
کر دی کہ ہر زمان اور مکان کے مناسب ہو گئی اسلیئے حاجت مخلوق کو دین تازہ کی نہیں ہے اور نہ
کسی نبی کی ضرورت باقی رہی کیونکہ جب کمال حد درجہ کو پہونچ گیا تو اب نئے نبی کی ضرورت بتلانا
اور یہ کہنا کہ اوس وقت کے مقتضی کے موافق احکام تھے اب وہ احکام چل نہیں سکتے گویا امر کامل کو
ناقص کہنا ہے اور یہ احکام شرعیہ کے خلاف ہے اور آیت منصوصہ اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ کے
بر ضد ہے اسی وجہ سے جناب رسالتماب صلی اللہ علیہ وسلم خاتم النبیین گنے جاتے ہیں اس سے یہ بھی
معلوم ہو گیا کہ آپ کی ذات بابرکات تمام مخلوقات میں اکمل ہے اور آپکا دین کامل ہے۔

۱۷۔س۔ جناب رسالتماب صلی اللہ علیہ وسلم کو خاتم الانبیا کیسے کہتے ہو حالانکہ یہ اعتقادی مسئلہ ہے
کہ آخر زمانہ میں عیسیٰ علیہ السلام اتریں گے تو حضرت عیسیٰ خاتم الانبیا ہوئے۔

۱۷۔ج۔ اگرچہ عیسیٰ علیہ السلام آخر زمانہ میں اتریں گے لیکن وہ جناب سرور کائنات صلعم کی شریعت کے
پابند رہینگے کیونکہ شریعت عیسوی بمقتضی اس وقت کے تھی شریعت محمدیہ کے آنے سے وہ منسوخ ہو گئی غرضکہ
عیسیٰ علیہ السلام جناب محمد صلعم کے نائب ہو کر حضرت ہی کی شریعت کو جاری کرینگے پس اس صورت میں
عیسیٰ علیہ السلام خاتم الانبیا نہیں ہو سکتے۔

۱۸۔س۔ جناب سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم جب رسول ہیں تو آپ کے معجزات کچھ بیان کیجئے۔

۱۸۔ج۔ آپ کے بہت سارے معجزات ہیں جنکی تفصیل دلائل النبوت اور دوسری کتابوں میں
بالتفصیل ہے سب سے بڑا معجزہ آپکا قرآن پاک ہے جو قیام قیامت تک باقی رہیگا جسکی وجہ ہم نے اوپر بیان کر دی ہے

دوسرا معجزہ آپکا شق القمر ہے اس کا قصہ یوں ہے کہ جب کفار نے بہت سارے معجزات آپکے دیکھے بعضوں نے آپکو جادوگر کہا اور بعض نے مجنون کہا سب نے مشورہ کر کے یہ بات قرار دی کہ اگر جادو ہے تو خیر زمین پر چلیگا آسمان پر آپکا جادو چل نہیں سکتا آؤ آپکے پاس جاکر ایسی درخواست کریں جسکو آپ کر نہ سکیں سب آپکے پاس جمع ہوکر آئے اور کہنے لگے یا رسول اللہ اگر آپ سچے نبی ہیں تو چاند کو دو ٹکڑے کر دیجئے آپنے فرمایا اگر میں ایسا کروں تو تم ایمان لے آؤ گے سبھوں نے اقرار کیا آپنے جناب باری میں عرض کی خدا کے حکم سے آپنے چاند کو اشارہ کیا چاند دو ٹکڑے ہوگیا پھر بھی معاندین کفار اپنے انکار پر اڑے رہے اونمیں سے ایک نے کہا اگر جادو ہوتا تو ایک شخص پر ہوتا یہ سارے عالم پر جادو کیسا ہوگا کوئی دوسرا شخص کسی دوسرے مقام سے آئے تب اوس سے پوچھا جائے چنانچہ ایک شخص دوسرے شہر سے آیا اوس سے پوچھا گیا اوسنے کہا کہ ہم نے اور سب لوگوں نے چاند کے دو ٹکڑے دیکھے پھر بھی کم نصیب کفار اپنی ہٹ دہرمی پر اڑے رہے اور کہنے لگے یہ تو بڑا جادو ہے اس پر یہ آیت نازل ہوی اِقْتَرَبَتِ السَّاعَةُ وَانْشَقَّ الْقَمَرُ۔

تیسرا معجزہ آپکا یہ ہے کہ ایک دفعہ جناب سرور کائنات صلعم کسی سفر میں تشریف لیجا رہے تھے صحابہ کرام ہمراہ رکاب تھے پانی تھوڑا تھا پیاس کی شدت تھی حضرت نے اپنا دست مبارک پانی میں رکھ دیا آپکی انگلیوں سے پانی پھوٹ نکلا حتی کہ سبھوں نے وہ پانی پیا اور وضو بھی کر لیا چوتھا معجزہ یہ ہے کہ ایک دفعہ کھانا تھوڑا تھا اور لوگ بہت آپنے دعا کی اوس تھوڑے سے کھانے میں ایسی برکت ہوی کہ تین سو ستر آدمیوں نے کھانا کھایا اور پھر کھانا ویسا ہی باقی رہا اور یہ کئی مرتبہ ہوا پانچواں معجزہ یہ ہے کہ آپکے نبوت کی تصدیق پتھر اور درختوں اور کنکریوں نے کی چھٹا معجزہ یہ ہے کہ جس درخت سے آپ ٹیکہ لگا کر وعظ فرماتے تھے جب اوسکو چھوڑکر آپ دوسرے ممبر پر وعظ کرنے لگے تو اُس سے رونے کی آواز آنے لگی اور سبھوں نے اوس سے نالہ کی آواز سنی آپنے اوسکو گلے سے لگا لیا جیسا کہ مولانا روم رح فرماتے ہیں ؎

استن حنانہ از ہجر رسول ؛ نالہ می کرد چو ارباب عقول ؛
گفت پیغمبر چہ خواہی اے ستون ؛ گفت جانم در فراق گشتہ خون
مسندت من بودم از من تاختی ؛ بر سر ممبر تو مسند ساختی ؛
گفت میخواہی ترا نخلی کنند ؛ شرقی و غربی تو میدہ چنند

۱۵ س۔ جناب سرور کائنات صلعم کے کچھ اخلاق بیان کرو۔

۴۰ ج۔ حضرت کے اخلاق اور شمایل سے سب احادیث کی کتابیں مملو ہیں آپکے اخلاق بدر سے زیادہ روشن اور
آفتاب سے زیادہ درخشاں ہیں۔ آپ حسباً اور نسباً دونوں طرح سے شریف تھے صلہ رحمی آپکا شعار تھا
آپ حاجتمند کی حاجت روائی میں کبھی کوتاہی نہیں فرماتے مصیبت میں آپ صابر اور نعمت میں آپ
شاکر رہتے قصور مندوں کے قصور کو آپ معاف کر دیتے مہربانی اور نرمی آپکے مزاج میں ایسی تھی کہ سوا
امر حق یا مخلوق کے حق کے کبھی کسی سے آپنے بدلا نہیں لیا آپ بلا ضرورت بات نہیں کرتے تھے اور سیر ملکوت
میں آپ ہمیشہ مستغرق رہتے جب کبھی آپ کسی بات کو ارشاد فرماتے تو مختصر جملہ میں اوس مضمون کو ادا کرتے
جس سے کئی مطالب نکلتے غرضکہ آپکا کلام نہایت فصیح اور بلیغ ہوتا آپ مزاح بھی بعض وقت کرتے لیکن
وہ مزاح بالکل حق کے موافق ہوتا غرضکہ ہر حالمیں آپ حکم خدا کے پابند رہتے مقام شجاعت میں آپ بڑے
بڑے بہادر و ہمت ور تھے آپ جس کسی سے ملتے نہایت تواضع اور خوش خلقی سے ملتے آپکی نظر مجلس کے
سب لوگوں کی طرف رہتی باوجود کثیر النواضع ہونیکے آپکی مجلس کا یہ رعب و داب تھا کہ صحابہ رضوان
اللہ علیہم اجمعین ایسی ادب سے بیٹھے رہتے کہ گویا اونکے سروں پر پرند بیٹھے ہیں آپکی مجلس میں فضول
باتیں نہیں ہوتیں آپ کسی کی بات کو کاٹتے نہیں تھے سایل کا کلام جب تک ختم نہ ہوتا تب تک جواب
نہیں دیتے آپ کی مجلس میں پکار کر گفتگو کرنیکی کسی کو مجال نہیں تھی آپنے عمر بھر کبھی جماہی لی نہ کبھی
آپ کو ڈکار آئی کفار اور مشرکین بھی آپ کو قبل نبوت کے امین اور سچا جانتے تھے بعد نبوت کے باوجود
آپ کے ساتھ سخت دشمنی کے بھی کوئی عیب لگانیکا اونکو موقع نہیں ملا آپ لوگوں کو حکمت کی باتیں
بتاتے اور اسلام کی خوبیوں کی طرف بلاتے غرضکہ جناب سرور کائنات صلعم کے تمام اقوال حکیمانہ اور روش
محبوبانہ تھی ؎ نگار من نہ بہ مکتب رسید و درس نخواند بہ غمزہ مسئلہ آموز صد مدرس شد اور یہی وجہ تھی
کہ اللہ تعالیٰ نے آپکے دین کو سب ادیان پر غالب کیا اور تمام عالم کو آپنے حسن اخلاق سے اپنا گرویدہ بنا لیا

## ۵ مبحث آخرت پر ایمان لانے کا بیان

۱ س۔ قیامت کسے کہتے ہیں اور آخرت پر ایمان لانیکے معنے کیا ہیں
ج۔ قیامت کا دن وہ ہولناک دن ہے جسکی دہشت سے لڑکے بوڑھے ہو جاوینگے حاملہ عورتوں کے حمل گر جاوینگے

سب لوگ قبروں سے اٹھکر میدان قیامت میں جمع ہونگے جیسے اعمال ہونگے ویسی ہی انکی جزا ہوگی اور آخرت پر ایمان لانیکے معنی یہ ہیں کہ اوس دن کا ہونا یقین جانے اور جو قرآن اور صحیح حدیثوں میں اوسکا ذکر آیا ہے اوسکو سچا سمجھے یعنے جیسے پہلی پیدا ہوئے تھے اوسی طرح دوبارہ پھر پیدا ہونگے حساب کتاب ہوگا پرو اور پہلے اعمال تولے جاینگے نیکوں کے سیدھے ہاتھ میں نامۂ اعمال دیا جائیگا اور بدوں کے بائیں ہاتھ میں نامہ اعمال ملے گا پھر پل صراط سے سب کو گذرنا ہوگا مومنین کو جنت ملے گی اور کافرین اور مشرکین کو دوزخ نصیب ہوگی

۲۔ **س**۔ قبر کسے کہتے ہیں اور قبر میں کیا ہوگا۔

۲۔ **ج**۔ مرنیکے بعد اور قیامت سے پہلے مردوں کی روح جہاں کہیں ہو وہ قبر ہے جب مردے کی روح قبر میں رکھدیجاتی ہے دو فرشتے اوسکے پاس آکر تین باتوں کا سوال کرتے ہیں پہلے یہ کہ تیرا پروردگار کون ہے دوسرے یہ کہ تیرا دین کیا ہے تیسرے یہ کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف اشارہ کرکے پوچھتے ہیں کہ یہ کون ہیں اور انہوں نے تم پر کونسی باتیں فرض کی ہیں جو نیک شخص ہے وہ صحیح صحیح جواب دیتا ہے پھر اوسکے لیے جنت کی طرف ایک کھڑکی کھول دیجاتی ہے جس سے وہاں کی ہوا آتی ہے اور اس سے کہا جاتا ہے کہ یہ بدلا ہے اوس شخص کا جو سیدھے راستے پر چلا اور جو بد ہے وہ اونکو دیکھتے ہی گھبرا جاتا ہے اور ہر سوال کے جواب میں یہی کہتا ہے کہ میں کچھ نہیں جانتا پھر اوسکو قبر دباتی ہے جس سے ہڈیاں سبکی سب چکنا چور ہو جاتی ہے اور اوس سے کہا جاتا ہے کہ یہ بدلا ہے اپنے آقا کے کفران نعمت کا۔

۳۔ **س**۔ یہ دو دفعہ عذاب کیسا پہلے قبر میں پھر قیامت میں۔

۳۔ **ج**۔ عذاب قبر اعمال دنیا کا ایک امتحان اجمالی ہے جیسے کوئی طالب علم سب کتابیں پڑھ لے اور فارغ التحصیل ہو جائے تو اوس سے پہلے اجمالی امتحان لیا جاتا ہے بعد کو پھر تفصیلی پوچھ پاچھ ہوتی ہے ایسا ہی اجمالی امتحان قبر ہے جسمیں پہلے سوال رب سے ہے پھر دین سے ہے پھر نبی سے غرضکہ یہ پہلا امتحان اجمالی ہے اور تفصیلی پوچھ پاچھ آخرت میں ہوگی۔

۴۔ **س**۔ جب مردے کو عذاب ہوتا ہے تو ہمکو کیوں نہیں دکھائی دیتا۔

۴۔ **ج**۔ اللہ تعالے نے اس واقعہ کو ہم سے بغرض امتحان پوشیدہ رکھا ہے تاکہ یہ معلوم ہو کہ کون غیب

ایمان لاتاہی اور کون شک میں پڑتا ہو اگر سب لوگ عذاب قبر دیکھتے تو سب ایمان لاتے لیکن اللہ تعالیٰ کا مقصد نیکوں کو بدوں سے الگ کرنا ہو اور بدکاروں اور نیکوکاروں کو الگ الگ مقام دینا ہے۔

۵ س۔ عذاب قبر کی کوئی ایسی مثال بتائے کہ جس سے یہ مفہوم اچھی طرح ذہن میں آجائے۔

۵ ج۔ عذاب قبر کی ایسی مثال ہی جیسے ایک شخص سو رہا ہو اور ایک شخص اوسکے پاس بیٹھا ہوا ہو سوتا آدمی خواب دیکھ رہا ہو اور اوسکو خوشی اور تکلیف کا احساس ہو رہا ہی جاگتے آدمی کو کسی بات کی خبر نہیں ایسا ہی حال میت کا ہو کہ پاس والوں کو وہ سوتا ہوا مردہ معلوم ہوتا ہی لیکن اوسپر کیا گذر رہی ہی کسیکو خبر نہیں۔

۶ س۔ کیا حشر اجساد ہوگا یا حشر ارواح یعنے میدان قیامت میں سب روحیں جمع ہونگیں یا اجسام

۶ ج۔ سب کا حشر اسی جسد کے ساتھ ہوگا کہ جس جسد سے وہ پیدا ہوئے تھے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے جیسے پہلے سب اجزا کو جمع کر کے پیدا کیا تھا ویسا ہی پھر ان اجزا کو جمع کرسکتا ہی اور اوسکو ہر طرح کی قدرت ہی کیونکہ ہر ذرات جسم کا اوسکو علم ہی غرضکہ بصورت اصلی باجزا اصلی سب محشر میں جمع ہونگے۔

۷ س۔ حساب وکتاب کیسا ہوگا۔

۷ ج۔ جب سب لوگ میدان محشر میں جمع ہو جائینگے تو بھلے اور برے کاموں کی پرسش ہوگی بصورت انکار خود اونکے اعضا اونکے اعمال پر گواہی دینگے جس نے ذرہ برابر نیکی کی ہوگی وہ بھی دیکھ لیگا۔ اور جس نے ذرہ برابر برائی کی ہوگی وہ بھی دیکھ لیگا۔

۸ س۔ میزان عمل کیا ہے اور صحائف اعمال کس طرح دئیے جائینگے۔

۸ ج۔ نیکیاں اور برائیاں جس ترازو میں تولی جائینگی وہ میزان اعمال ہی جب اللہ تعالیٰ اعمال محاسبہ کر چکیگا اور ہر ہر افعال پر اونسے اقرار لیے جائینگے تو پھر ترازو اعمال کو تولنے کیلئے رکھدی جائیگی جس شخص کی نیکیاں برائیوں سے بڑھ جائینگیں اوسکو نامہ اعمال سیدھے ہاتھ میں دیا جائیگا گویا جنت میں جانیکی اوسکو سند مل گئی ہو اور جس شخص کی برائیاں نیکیوں سے بڑھ جائینگیں اوسکو نامہ اعمال بائیں ہاتھ میں دیا جائیگا گویا فرد قرار داد جرم ہے جو اوسکو دیدی گئی ہو۔

۹ س۔ صحائف اعمال یا اعمال کیونکر تولی جائینگے حالانکہ وہ تو اعراض ہیں یعنی افعال صادر ہوتے ہیں

فنا ہو جاتی ہیں۔

۹۔ ج۔ صحائف اعمال یا اعمال مجسم ہو کر تولے جائینگے گو وہ اعراض ہوں اللہ تعالیٰ کو قدرت ہے کہ اعراض کو جسم کر دے دنیا میں ساری خیال میں آنیوالی چیزیں بعد کو کیسی جسم ہو جاتی ہیں ویسا ہی اعمال بھی جسم ہو جائینگے۔

۱۰۔ س۔ کیا سب لوگوں کا حساب وکتاب ہوگا۔

۱۰۔ ج۔ سوائے انبیا اور شہدا اور صدیقین کے سب لوگوں کا حساب و کتاب ہوگا۔

۱۱۔ س۔ پل صراط کیا چیز ہے۔

۱۱۔ ج۔ پل صراط وہ پل ہے جو دوزخ کے اوپر رکھا ہوا ہے اور اوسکے دونوں طرف انکوڑے ہیں وہ بال سے زیادہ باریک اور تلوار سے زیادہ تیز ہے سب کو اوسکے اوپر سے ہوتے ہوئے جنت کو جانا ہوگا۔

۱۲۔ س۔ میری تو سمجھ میں نہیں آتا جب وہ بال سے زیادہ باریک ہے اور تلوار سے زیادہ تیز ہے تو اوسپر سے لوگ گذر ینگے کیسے۔

۱۲۔ ج۔ اس امر میں کچھ تعجب نہیں ہے جبکہ اللہ تعالیٰ نے پرندہ میں یہ قدرت دی ہے کہ وہ بغیر سہارے پل کے ہوا میں اڑ کر چلا جاتا ہے تو اگر لوگ اوسپر سے حسب مراتب اعمال تیز اور سست چلے جائیں تو کیا استحالہ ہے دوسرے پل صراط بمنزلہ ایک نور کے ہے جسقدر نور ایمان جس کا زیادہ ہوگا اوسی قدر وہ پل وسعت میں کشادہ ہوگا اور جسقدر نور ایمان کم ہوگا اوسی قدر وہ دقیق ہوتا جائیگا حتا کہ ضعیف الایمان کے حق میں مثل باریک بال کے ہوگا۔

۱۳۔ س۔ شفاعت کن کن کی مانی جائیگی۔

۱۳۔ ج۔ شفاعت انبیا اور اولیا اور معصوم بچوں کی مانی جائیگی۔

۱۴۔ س۔ شفاعت کن کن لوگوں کی ہوگی۔

۱۴۔ ج۔ شفاعت مومن گناہ گاروں کی ہوگی۔ کافروں اور مشرکوں کی بابت میں سفارش نہیں سنی جائیگی۔

۱۵۔ س۔ کوثر کیا ہے۔

۱۵۔ ج۔ جنت میں ایک نہر ہے جس کا پانی شہد سے زیادہ میٹھا اور دودھ سے زیادہ سفید اور مشک سے زیادہ خوشبودار ہے جو اوسکو ایک دفعہ پئیگا وہ کبھی پیاسا نہ ہوگا۔

۱۶ س۔ جو شخص پل صراط اور میزان اعمال اور صحائف اعمال کا منکر ہو تو اوسکا کیا حکم ہے۔

۱۶ ج۔ ایسا شخص کافر ہے۔

۱۷ س۔ مومن طاعت گذار جو احکام خداوندی بجا لاتا ہے اوس کا کیا حکم ہے۔

۱۷ ج۔ وہ جنت میں ہمیشہ رہے گا۔

۱۸ س۔ کافر اور منافق اور مشرک کا کیا حکم ہے۔

۱۸ ج۔ وہ ہمیشہ دوزخ میں رہینگے۔

۱۹ س۔ مومن گناہ گار کا کیا حکم ہے۔

۱۹ ج۔ مومن گناہ گار کو اگر اللہ تعالیٰ چاہے بخشدے یا اوسکے شفیعوں کی سفارش قبول کرکے جنت میں
داخل کرے یا بعد مار دھاڑ کے اوسکو جنت نصیب ہو۔

۲۰ س۔ جنت کیا ہے۔

۲۰ ج۔ جنت وہ آرام کا مقام ہے جو نیکوں کو بفضل خداوندی ہی کو ملیگا جسمیں ہمہ قسم کی
نعمتیں اور لذتیں ہیں جو نہ آنکھوں سے دیکھی گئیں اور نہ کانوں سے سنی گئیں۔

۲۱ س۔ دوزخ کیا ہے۔

۲۱ ج۔ عذاب کا وہ گھر ہے جسمیں ہمہ قسم کی تکالیف ہیں جو بدکاروں کو بدکاریوں کے سزا میں ہنے کو ملے گا۔

## ۶ مبحث تقدیر پر ایمان لانے کا بیان

۱ س۔ قضا و قدر پر ایمان لانیکے کیا معنے ہیں۔

۱ ج۔ قضا و قدر پر ایمان لانیکے معنی یہ ہیں کہ ہمارے افعال خواہ اختیاری ہوں یا اضطراری
خواہ برے اعمال ہوں یا بھلے سب کام اللہ تعالیٰ کی ارادے سے ہوتی ہیں اور اللہ تعالیٰ کو اونکے واقع ہونیسے پہلے اونکا علم
اور اندازہ ہے اور اوسی اندازے اور جاننے کی موافق پیدا کرتا ہے اسیکو تقدیر پر ایمان لانا کہتے ہیں۔

۲ س۔ جب سب بندوں کے افعال کا خدا خالق ہے تو پھر بندہ ہر طرحسے مجبور ہے پھر ثواب و عذاب کیسا۔

۲ ج۔ بندہ نہ ہر طرحسے مجبور ہے اور نہ ہر طرحسے مختار بلکہ ایک طرحسے مجبور ہے اور ایک طرحسے مختار اللہ تعالیٰ نے

بندیکو ایک جزئی ارادہ پیدا کیا ہی اور اوسکے ساتھ اوسکو عقل بھی عطا فرما دی ہی اب بندہ کو اختیار ہی اوس جزئی ارادہ کو خیر کیطرف پھیر کر لیجائے چاہی اوس جزئی ارادہ کو شر کیطرف پھیر کر لیجائے جب بندہ اپنے ارادہ کو خیر کیطرف پھیرتا ہی تو اللہ تعالی اوس خیر کو پیدا کرتا ہی اور اوس پر اوسکو ثواب دیتا ہی کیونکہ اوسنے اپنے ارادہ کو خیر کیطرف لگایا اور خیر اوسکے ہاتھ سے ظہور پایا اور جب اوس جزئی ارادیکو بندہ شر کیطرف پھیرتا ہی تو اللہ تعالی اوس شر کو پیدا کرتا ہی اور اوسکو سزا دیتا ہی کیونکہ اوس نے اپنی ارادیکو شر سے متعلق کیا اور شر اوسکے ہاتھ سے ظہور پایا غرضکہ اللہ تعالی کی تقدیر جو افعال عباد کے متعلق ہی وہ دو قسم کی ہی ایک تقدیر بندے کے افعال اضطراریکی متعلق دوسری تقدیر بندیکے افعال اختیاری کی متعلق بندہ کے افعال اضطراری پر نہ اوسکو ثواب ہی نہ عذاب اور افعال اختیاریکی متعلق اگر افعال اچھے ہیں تو موجب ثواب ہیں اور اگر برے ہیں تو موجب عذاب۔

۳-س۔ یہ آپ کیا فرماتے ہیں جب افعال اختیاری بھی تقدیر سے ہوے تو اوسکا فاعل بھی خدا ہوا پھر جزا اور سزا کیسی اور اس پر کیا دلیل۔

۳-ج۔ جناب من فعل اور خلق میں بڑا فرق ہی بندہ سے چونکہ وہ فعل صادر ہوا ہی اس واسطے بندہ کو ہم اوس فعل کا فاعل کہتے ہیں اور چونکہ مخلوق کا فعل بھی مخلوق ہی اسواسطے ہم خدا کو اون افعال کا خالق کہتے ہیں فاعل نہیں کہتے اس پر ہماری دلیل روزمرہ کا مشاہدہ ہی جب انسان اپنے اختیار سے کوئی کام کرتا ہی مثلاً کوئی کتاب لکھتا ہی یا کوئی بہت بڑا کام اوس سے سرانجام پاتا ہی تو وہ بہت ہی بڑے ناز اور تفاخر سے کہتا ہی کہ میں نے اس کام کو کیا یہ نہیں کہتا کہ میں نے اس کام کو پیدا کیا اور جب کوئی کام برا کرتا ہی مثلاً زنا یا شراب خواری کرتا ہی اور بعد اوسکو سزا دیجاتی ہی یا اوسکو کوئی دیکھ لیتا ہی تو سخت نادم اور پشیمان ہوتا ہی اوسکا فخر کرنا اور پشیمان ہونا دلیل اوس کے اختیار کی ہے۔

۴-س۔ خیر ہم نے مان لیا کہ وہ من وجہ مختار ہی اچھا اوس کے من وجہ مجبور ہونے پر کیا دلیل۔

۴-ج۔ اس کی دلیل بھی واضح ہی بھوک لگتی ہی اسکی اختیار سے نہیں پیاس لگتی اسکی اختیار سے نہیں بعض وقت جب بہت پریشان ہوتا ہی تو صاف طور پر تقدیر پر حوالہ کرتا ہی مال کی حفاظت میں بخوبی کوشش کیجاتی ہی لیکن پھر تلف ہوجاتا ہی تو کہتا ہی کہ تقدیر سے ایسا ہوا بیمار کے معالجہ میں ہمہ تن کوشش کرکے اپنے اختیار سے اوسکی جان بچانیکے

فکر کیجاتی ہو آخرش جب موت آجاتی ہو تو سب تدابیر انکی انکی تہا رہجاتی ہیں مجبوراً کہتا ہو کہ کیا کریں اللہ کی مرضی ہی ایسی تھی غرضکہ اوسکی مجبوری اور سمجھنا ہونیکے دلایل واضح ہیں جسمیں زیادہ غور کی ضرورت نہیں۔

۵س - خیر ہم نے مان لیا کہ بندہ ایک طرح سے مختار ہی لیکن اب یہ بتائیے کہ جب افعال اوسکی اختیار سے صادر ہوتے ہیں تو کونسا امر اوس پر مرتب ہوتا ہے۔

۵ج - جب بندیکی افعال اوسکی اختیار سے اچھے صادر ہوتی ہیں تو اوسپر ثواب مرتب ہوتا ہی اور جب بندہ کی افعال اوسکے اختیار سے برے صادر ہوتی ہیں تو اوسپر عذاب مرتب ہوتا ہی اور جو افعال اوسکی اضطراری ہیں اوسپر نہ ثواب ہے نہ عذاب۔

۶س - جب یہ کہا جاتا ہے کہ (وَالْقَدْرِ خَیْرِہٖ وَشَرِّہٖ مِنَ اللّٰهِ تَعَالٰی) تو ہمیں شر کی نسبت جناب باری کیطرف ہوئی اور شر کی نسبت خدا کی طرف کرنا گویا ذات باری تعالی کیطرف نقصان کا عیب لگانا ہے۔

۶ج - اگرچہ شر کی نسبت جناب باری کیطرف کیگئی ہی لیکن اس سے ذات باری تعالے میں نقصان نہیں آتا ہی اور نہ اوسکی پاکی میں کسی قسم کا عیب لاحق ہوتا ہی اسواسطے کہ اللہ تعالی نی شر اوس وقت پیدا کیا کہ جب بندی کا میلان اوس شر کیطرف ہوا اگر بندہ کا میلان خیر کیطرف ہوتا تو اللہ تعالے خیر ہی کو پیدا کرتا اس سے ذات باری تعالے کو عیب نہیں لگتا ہی بلکہ بندی کی ذات میں عیب لاحق ہوا ہی کیونکہ خدا نے باوجود یکہ اوسکو قوۃ عقلیہ و قوۃ ارادی دیدی تھی پھر بھی بندیکے ایسا برا کام کیا جس سے سزا دینیکے قابل ہوا اس کی مثال ایسی ہی جیسے ایک حاکم کسی کو کہیں کا مختار کار کر دی اور اوسکو اپنا ملکی قانون سمجھا دی اور اپنی طرف سے جتلا دی کہ اگر تم رعایا کی ساتھ عدل کرو گی اور سرکاری مال میں خیانت نہ کرو گے اور مالگزاری سرکاری برابر ادا کرو گی تو ہم تمکو ترقی دینگی مختار کار حاکم وقت کی اطاعت نہ کر کے رعایا پر ظلم کری اور سرکاری مال سب کہا جائی تو ان سب باتوں کا قصور مختار کار کی ذمہ عاید ہو گا نہ حاکم وقت پر ایسا ہی حال مالک حقیقی اور بندونکا ہے اللہ تعالی نے بندونکو قوۃ تمیزی دیدی اور رسولوں کی ذریعہ سے قانون الٰہی بتلا دیا لیکن پھر بھی بندی قصور کو اپنا قصور نہ سمجھیں بلکہ خدا کا قصور سمجھیں تو ایسے بندی بے ادب بندی ہیں جو ہر طرح سے قابل سزا ہیں۔

۷س - اگر کوئی انسان کسی کو ناحق مار ڈالے یا قتل کر ڈالی یا شراب خواری اور زناکاری کری اور پھر یہ عذر کری کہ یہ افعال مجھ سے اس وجہ سے صادر ہوی کہ اللہ تعالی نے تقدیر میں لکھدئے تھے تو کیا ایسا عذر

اور اسی کا سنا جائیگا۔

۱۳ - ج - ایسا عذر نہ خدا کے پاس قابل سماعت ہے نہ مخلوق کے پاس کیونکہ جب اللہ تعالیٰ نے ایک طرح کا ارادہ بندے کو دیا اور قوت تمیزی بھی اوسکو عطا فرمائی اور ہر طرح سے سمجھا بھی دیا پھر باوجود اسکے اوس نے ایسے اعمال کئے تو وہ سزا کا مستوجب ہوگا۔

۱۴ - س - مسئلہ تقدیر کا خلاصہ بیان فرمائیے۔

۱۴ - ج - خلاصہ اس ساری بحث کا یہ ہے کہ سب افعال و اقوال و حرکات خواہ وہ برے ہوں یا بھلے اللہ تعالیٰ کے حکم اور ارادے سے ہوتے ہیں اور اللہ تعالیٰ نے تقدیر میں لکھدیے ہیں لیکن اللہ تعالیٰ بھلے کاموں سے راضی اور برے کاموں سے ناراض ہوتا ہے۔ کیونکہ بھلے برے کام بندے ایسے بندہ ہی کے جزئی ارادہ اور قوت تمیزی سے صادر ہوتے ہیں اس بنا پر اوسکو جزا یا سزا دیگئی ہے۔

## خاتمہ بعض متفرق مسایل کا حل

۱ - س - کیا اللہ تعالیٰ کی ذات میں عقلاً گفتگو کر سکتے ہیں۔

۱ - ج - اللہ تعالیٰ کی ذات میں عقلاً گفتگو نہیں کر سکتے کیونکہ مخلوقات کی عقل ذات باری تعالیٰ کے ادراک سے عاجز ہے اور جو کچھ عقل کی راہ سے ذات باری تعالیٰ کا تصور کیا جاتا ہے اللہ تعالیٰ اوس سے بہت دور ہے۔

۲ - س - جب عقل کے ذریعہ سے ذات باری تعالیٰ کا علم نہیں ہو سکتا تو پھر خدا کے پہچاننے کا کیا ذریعہ ہے حالانکہ خدا کے جاننے کے سب مکلف ہیں اور سب پر اوس کی معرفت واجب ہے۔

۲ - ج - ذات باری تعالیٰ کی پہچان اوس کے صفات سے ہوتی ہے یعنے خدائے تعالیٰ کا اجمالی علم اوسکے صفات سے حاصل ہوتا ہے وہ صفات یہ ہیں کہ ذات باری تعالیٰ موجود ہے قدیم ہے تمام حوادثات سے منزہ ہے اپنے قیام میں کسی کا محتاج نہیں زندہ ہے جانتا ہے اوس کی قدرت کامل ہے جو چاہتا ہے سو کرتا ہے ہر آواز کو سنتا ہے ہر چیز کو دیکھتا ہے۔

۳ - س - اللہ تعالیٰ کو آنکھوں سے تو ہم نے دیکھا نہیں پھر ہم نے اوسکو کیونکر پہچانا۔

۳ - ج - اللہ تعالیٰ کا علم ہمکو اوسکی آثار قدرت کے ذریعہ سے ہوا ہے مخلوقات میں اوسکی قدرت کی نیرنگیاں

اور اونکی عجائبات تمام ستاروںکی گردش آفتاب اور مہتاب کا وقت مقررہ پر نکلنا کواکب اور بروج کے مختلف اشکال حیوانات اور نباتات کی مختلف ساخت اور اونکے مختلف رنگ انسان کی جدا جدا حالات اور اوس کی ایجادات یہ سب اس امر کی شہادت دے رہی ہیں اور زبان حال سے کہہ رہی ہیں کہ ہمارا کوئی نہ کوئی صانع ہے اس کی مثال ایسی ہے جیسے کوئی شخص عمارت کو دیکھے تو ضرور اوسکے بنانے والے کا خیال کریگا کسی کتاب کو دیکھے گا تو ضرور سمجھے گا کہ اس کا کوئی مصنف اور کاتب ہے ایسا ہی عالم کی موجودات اور اوسکی عوارضات اور لوازمات کو دیکھکر اس امر کا ضرور یقین ہوتا ہے کہ ان سب کا موجد ہے جس نے اپنی یہ قدرت سے سب کچھ بنایا ہے۔

**۴ س**۔ کتاب کا مصنف اگر زندہ ہے تو اوسکو دیکھ سکتے ہیں اور ایسا ہی مکان کے بنانیوالے کو بھی ہم دیکھ سکتے ہیں پھر خدا کو ہم کیوں نہیں دیکھ سکتے۔

**۴ ج**۔ ہماری موجودہ بصارت خدا کے دیکھنے کے قابل نہیں ہے اس وجہ سے ہم خدا کو نہیں دیکھ سکتے اور کسی چیز کے موجود ہونیکے لئے یہ ضرور نہیں ہے کہ وہ دکھائی بھی دے اوسکی مخلوقات میں سے روح بھی ہے جسکے اثرات موجود ہیں لیکن وہ بذاتہ الگ نہیں دکھائی دیتی ایسا ہی خدا بھی ہمکو نہیں دکھائی دیتا

**۵ س**۔ کیا روح کی حقیقت میں غور کر سکتے ہیں۔

**۵۔ ج**۔ روح کی حقیقت میں غور کرنا فضول ہے اور اوسمیں بحث کرنا وقت کو ضایع کرنا ہے کیونکہ عقل انسان اوسکی حقیقت سے عاجز ہے اور یہی بہت بڑی دلیل اس امر کی ہے کہ جب اسکی مخلوقات میں روح کی حقیقت معلوم نہیں ہو سکتی تو ذات باری تعالی کی حقیقت جسکے کوئی مثل نہیں اوس کی حقیقت کیونکہ معلوم ہو سکتی ہے۔

**۶ س**۔ جب خدا معلوم نہیں ہو سکتا تو اوسکے معلوم کرنیکا اور اوس تک پہونچنے کا کیا ذریعہ ہے۔

**۶۔ ج**۔ خدا تک پہونچنے اور اوس کے معلوم ہونے کا ذریعہ یہ ہے کہ جناب سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کیجائے اور احکام شرعیہ کی پابندی کیجائے اور اوسی سے اوس تک پہونچنے کا سوال کیا جائے۔

۷ س۔ کیا اللہ تعالیٰ کا دیکھنا عقلاً ممکن ہے۔

۷ ج۔ عقلاً اللہ تعالیٰ کا دیکھنا ممکن ہے لیکن عادۃً دنیا میں محال ہے ہاں آخرت میں اللہ تعالیٰ کا دیدار مومنین کو نصیب ہوگا جس کا ثبوت قرآن سے ہے وُجُوۡهٌ يَّوۡمَئِذٍ نَّاضِرَةٌ اِلٰى رَبِّهَا نَاظِرَةٌ۔

۸ س۔ بعد انبیاء کے کن لوگوں کو فضیلت ہے اور امتوں میں کس امت کو فضیلت ہے۔

۸ ج۔ بعد انبیاء کے سب سے بڑھکر مرتبہ صحابہ رضی اللہ عنہم کا ہے اور امتوں میں فضیلت امت محمدیہ کو ہے۔

۹ س۔ صحابہ کا مرتبہ بعد انبیاء کے کیوں ہے اور اونسے محبت رکھنے کی کیا ضرورت ہے۔

۹ ج۔ صحابہ سے محبت رکھنے کی وجہ یہ ہے کہ اون کا بڑا احسان امت محمدیہ پر ہے کیونکہ صحابہ رضوان علیہم اجمعین نے دین محمدی کی ہر طرح سے مدد کی اور مشرکین اور کفار کا بخوبی قلع و قمع کیا اور کلمہ توحید کے پہیلائے میں جان و مال سے کوشش کی جناب سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت میں وطنوں کو چہوڑا عزیزوں اور بچوں اور مال سے منہ موڑا دن کو دین اسلام کی مدد کرتے تھے راتوں کو تہجد کی نماز ادا کرتے شریعت محمدیہ کو تمام روئے زمین میں پہیلایا دین اسلام کو مثل آفتاب کے چمکایا اور انکو فضیلت بعد انبیاء کے سب لوگوں پر اسی وجہ سے ہے کہ حضرت نے اونکو خَيۡرُ الۡقُرُوۡنِ قَرۡنِيۡ سے یاد کیا ہے یعنے آپنے فرمایا سب سے بہتر میرا زمانہ ہے پھر اوس کی بعد تابعین کا پھر تبع تابعین کا اور اونکی فضیلت میں کئی آیتیں آئی ہیں۔

۱۰ س۔ صحابہ میں کون صحابہ افضل ہیں۔

۱۰ ج۔ صحابہ میں افضل صحابہ خلفاء اربعہ ہیں کہ جنکی خلافت پر اکثر صحابہ کا اجماع ہوا ہے اور جنکی عظمت اور بزرگی حضرت ہی کے زمانہ میں سب لوگوں پر ظاہر تھی اونمیں اول حضرت ابوبکر الصدیق رضی دوسرے حضرت عمر فاروق رضی تیسرے حضرت عثمان رضی چوتھے حضرت علی رضی ہیں۔

۱۱ س۔ اسرا کسی کہتے ہیں اور معراج کیا ہے۔

۱۱ ج۔ اسرا کے معنے یہ ہیں کہ جناب سرور کائنات صلعم ایک ہی رات مسجد مکہ سے مسجد اقصیٰ تک

پہونچ گئی اور یہ امر نص قرآنی سے ثابت ہو اور معراج یہ ہو کہ جناب سرور کائنات صلعم مسجد اقصیٰ سے سب آسمانوں کو طے کر کے ملا ر اعلیٰ تک پہونچے اور وہاں سے بارگاہ خداوندی تک آپکی رسائی ہوئی اور وہیں پر حضرت پر نمازیں فرض ہوئیں جس کا ذکر صحیح حدیثوں میں آیا ہو اور جو کچھ معراج کی نسبت جناب سرور کائنات صلعم نے خبر دی ہو وہ بالکل صحیح ہو ہمکو اوسی طرح ماننا چاہیئے جیسا کہ مخبر صادق نے خبر دی ہے اور یہ امر کچھ عقل سے بعید نہیں معلوم ہوتا جیسا کہ بعض ناقص العقل اسکو بعید از قیاس سمجھتے ہیں جب ایک پرندہ ہوا میں ایک آن واحد میں بہت ساری مسافت طے کر جاتا ہے آفتاب کی روشنی ایک سکنڈ میں ہزاروں اور لاکھوں میل طے کر کے ہم تک پہونچ جاتی ہو بہت ساری سیارات ایک منٹ میں کئی برجوں کی مسافت کو طے کرتے ہیں تو کیا جناب سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم جو محض نور ہی نور تھے ساتوں آسمان طے کر کے چلے جائیں اور پھر آپ واپس آجائیں تو اسمیں کون استحالہ ہو حضرت کے پاس جبرئیل علیہ السلام ایک لمحہ میں ساتوں آسمان طے کر کے وحی لاتے تھے تو حضرت اگر ساتوں آسمان طے کر کے پھر واپس آجائیں تو کیوں کر یہ امر بعید از قیاس ہو غرضکہ معراج کا ثبوت ہمکو عقلی اور نقلی دونوں طرح سے ملسکتا ہو جو یقینی ہو۔

**۱۲ س** - اگر میت کیلئے دعا کیجائے یا خیر خیرات کی جائے تو اوس کا ثواب ہر دو کو یعنی داعی اور میت کو پہونچتا ہے یا نہیں۔

**۱۲ ج** - ایصال ثواب کیلئے جو کچھ پڑھا جائے یا جو کچھ خیرات کیجائے اوس کا ثواب پڑھنے والے کو اور جس پر پڑھا گیا ہے دونوں کو ملتا ہے۔

**۱۳ س** - جنت کی نعمتیں روحانی ہیں یا جسمانی اور ایسا ہی عذاب دوزخ روحانی ہے یا جسمانی۔

**۱۳ ج** - جنت میں دو قسم کی نعمتیں ہیں روحانی اور جسمانی - روحانی نعمتیں جنت کی خدا کی تسبیح اور تقدیس اور دیدار الٰہی ہے اور جسمانی نعمتیں ہر قسم کی کھانے ہر قسم کے پینے کی چیزیں اور ہر طرح کی آرام اور آسایش کے سامان وہاں مہیا ہیں اور ایسا ہی وہاں کی عذابات بھی دو قسم کے ہیں روحانی اور جسمانی روحانی عذاب یہ کہ وہاں کے عذاب سے روح کو تکلیف ہوگی جسمانی عذاب یہ ہوگا کہ جب ایک دفعہ جسم جل کر خاک ہو جائیگا تو پھر دوبارہ بدلا جائیگا غرضکہ جسم اور روح دونوں کو ساتھ عذاب و راحت ہو جنت کی نعمتیں اور دوزخ کے عذابات

ازلی اور ابدی ہیں

۱۴ س - کیا ولی نبی کے درجے کو پہونچ سکتا ہے اور کیا احکام شرعیہ اوس سے ساقط ہو سکتے ہیں۔

۱۴ ج - ولی نبی کے درجے کو پہونچ نہیں سکتا جب تک وہ عاقل اور بالغ اور سمجھ رکھتا ہے احکام شرعیہ کا
وہ مکلّف ہے اوس سے کبھی احکام شرعیہ ساقط نہیں ہو سکتے اور کوئی حرام چیز اوسکے لئے حلال نہیں ہو سکتی اور
جو شخص ایسا خیال کرے اور اس قسم کا عقیدہ رکھے وہ کافر ہے اور ایسا ہی جو شخص یہ کہے کہ شریعت کے احکام
ظاہری احکام باطنی کے خلاف ہیں ایسا خیال رکھنے والا بھی کافر ہو جاتا ہے کیونکہ شریعت کے احکام باطنیہ کبھی
احکام ظاہریہ کے خلاف نہیں اور نصوص شرعیہ کی ایسی تاویل کرنا جس سے احکام شرعیہ معطل ہو جایں
کفر اور الحاد ہے جیسا کہ بعض لوگ ملایکہ سے مراد قوتیں لیتے ہیں اور شیاطین سے مراد قوائے وہمیہ لیتے ہیں
اس قسم کے اعتقاد رکھنے والے کافر ہیں۔

۱۵ س - مجتہد کی تعریف کرو اور کس مجتہد کی اتباع ہم پر ضرور ہے۔

۱۵ ج - مجتہد وہ ہے کہ جو قرآن و حدیث کو بخوبی جانتا ہو اور شرعی احکام پر بخوبی واقف ہو اور نصوص شرعیہ کو
سب مقصود و مشارع سمجھا ہو اگرچہ مجتہدین کئی گذرے ہیں لیکن چار مجتہدین اونمیں مشہور ہے جنمیں سے کسی ایک کی اتباع پر
ئمہ علما کا اتفاق ہے وہ چار یہ ہیں امام اعظم رح امام شافعی رح امام مالک رح امام احمد رح جس مجتہد سے جس کسی کو
عتقاد ہو اوس کا پیرو ہو رہے ایمہ مجتہدین کی تقلید اختیار کرنیکی وجہ یہ ہے کہ اونھوں نے پوری قوت قرآن و حدیث
خدمت میں صرف کردی اور باریک باریک مسایل جزئیہ قرآن و حدیث سے مستنبط کئے جنکو عامی آدمی نکال
نہیں سکتا اور جنکے نکالنے کیلئے علم اصول فقہ اور علم اصول حدیث کی ضرورت ہے غرضکہ اونکی احکام
جزئیہ جہانتک ہم کو تواتر پہونچے ہیں اون مسائل کا مقلد کو پیرو ہونا ضرور ہے جب مقلد حدیث پڑھ لے
اور اصول فقہ اور اصول حدیث کے رو سے استنباط مسائل پر قادر ہو جائے تو اوسکو اختیار ہے چاہے کسی
امام کی تقلید کرے چاہے نہ کرے مقلد کو اگر اپنے امام کے کسی خاص مسئلہ میں کسی موقع یا زمانہ کی ضرورت سے
اوس مسئلہ سے رجوع کرنیکی ضرورت ہو یا امام کا کوئی مسئلہ نص صریح حدیث کے خلاف ہو تو اوس خاص
مسئلہ میں اپنے امام کے قول سے رجوع کر سکتا ہے جسکو رجوع عن المسئلہ کہتے ہیں اور یہ رجوع عن التقلید

ہتیں ہے یعنے اس فعل سے وہ تقلید سے خارج نہیں ہوتا غرضکہ عامی آدمی کو اپنے امام کی تقلید چھوڑ کر تحقیق کے درپے ہونا اپنے کو پریشانی میں ڈالنا ہے بعد تحقیق کے تقلید کی ضرورت نہیں ہے۔

۱۶ س۔ بعض مسائل دینی میں مجتہدین کا اختلاف کیوں ہے۔

۱۶ ج۔ مجتہدین کا اختلاف اصول دین میں بالکل نہیں ہے اور مجتہدین کا اختلاف ان اصول میں ہے کہ جن اصول سے احکام شرعیہ نکالے گئے ہیں یعنے سب کا ماخذ کتاب وسنت ہے ان میں سے بعض ائمہ نے قیاس اور اجماع کو بھی ماخذ قرار دیا ہے اور بعض نے صرف کتاب وسنت پر اکتفا کیا ہے لکن کتاب وسنت کے ماخذ ہونے میں سب کا اتفاق ہے غرضکہ وہ احکام شرعیہ جنکا ثبوت نص قطعی سے ہے اونمیں کسی کا اختلاف نہیں اگر اختلاف ہے تو بعض مسائل فرعیہ میں جس پر نص قطعی سے کوئی دلیل نہیں ہے اور اس اختلاف پیدا ہونیکی خاص وجہ یہ ہے کہ جن ائمہ کو صحیح حدیث ملی اونھوں اوسپر اکتفا کیا اور جنکو نہیں ملی اونھوں نے اپنی رائے سے سوچکر مسئلہ استخراج کیا اگر وہ مسئلہ نص صریح حدیث کے موافق پڑ گیا تو وہ صواب پر رہے اگر خلاف پڑا تو وہ خطا پر رہے مگر جب اونھوں نے کوشش کی اور اپنی قوت کو استخراج مسائل میں پوری طور پر خرچ کیا اسوجہ سے بصورت صواب اونکو دوہرا اجر ہے اور بصورت خطا اونکو ایک اجر ہے غرضکہ ائمہ مجتہدین رحمہم اللہ عند اللہ ماجور وعند الناس مشکور ہیں کیونکہ امت محمدیہ پر اون کا بہت بڑا احسان ہے اور اونکا اختلاف ہمارے لئے عین رحمت ہے جیسا کہ جناب سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں (اختلاف امتی رحمۃ) یعنی میری امت کا اختلاف رحمت ہے اور اس اختلاف کے رحمت ہونیکی وجہ یہ ہے کہ اس کی وجہ سے بڑی آسانی پیدا ہوگئی کیونکہ جس شخص کو جس مسئلہ میں کوئی ضرورت پڑے تو اوس خاص مسئلہ کو جس میں آسانی ہے لے سکتا ہے یا جس مسئلہ میں وہ احتیاط سمجھے اوس مسئلہ کو اختیار کر سکتا ہے۔

۱۷ س۔ قیامت کی کیا علامتیں ہیں۔

۱۷ ج۔ قیامت کے قریب قیامت کی چھوٹی بڑی نشانیاں ظاہر ہونگیں مہدی علیہ السلام آئینگے کانا دجال شام وعراق سے نکلے گا بہت کچھ اپنے استدراج دکھائیگا کچے ایمان والے لوگ

س کے دام میں آجائینگے پکے ایمان والے اوسکے فتنے سے بچ رہینگے عیسی علیہ السلام آسمان سے
ترین گے دجال کو مارین گے یاجوج ماجوج سد سکندری کو توڑ کر اونچے اونچے مقام سے آنا شروع
یں گی سد سکندری کا واقعہ یہ ہے کہ اگلے زمانہ میں مفسد پہاڑی لوگ سد سکندری کے ورلے رہنے
لی لوگون کو بہت ستاتے تھے اونکی کھیت ویران کرتے لوٹ مار کے چلے جاتے وہاں کے
لوں نے سکندر ذوالقرنین سے شکایت کی سکندر نے لوہے کی بڑی بڑی تختیوں سے دونوں
اڑوں کی درمیان کی کشادگی کو بند کردیا اور اوسمیں آگ لگا کر اونکو خوب دہونکا دیا جب وہ
ل انگارے ہو گئے تو اونکے درزوں میں پگلا ہوا تانبا ڈالا سب ملکر ایک مضبوط پہاڑ جیسی اٹل
وار ہو گئی اوسی کا نام سد سکندری ہے غرضکہ قیامت کے قریب یہ دیوار ٹوٹ جائیگی اور یاجوج
جوج آکر بہت فساد کرین گے آخرش ایک بیماری اونکی گلو میں پیدا ہو جائیگی جس سے وہ سب مر جائینگے
ب جانور صفا پہاڑ سے نکلے گا آدمیوں سے باتین کریگا بعض مقامات میں زلزلہ ہوگا آفتاب مغرب سے
لوع ہوگا اوس وقت توبہ کا دروازہ بند ہو جائیگا قیامت اور آثار قیامت کا پورا حال اوپر
ھا گیا ہے یہان مختصر بیان کر دیا گیا۔

**س**۔ سعید کون ہے۔

**ج**۔ خدا کے پاس سعید وہ ہے کہ جو اللہ تعالیٰ کے حقوق کو بخوبی بجا لاتا ہے اور احکام شرعیہ کی
اہرا و باطناً پابندی کرتا ہے اور زخرفات دنیا سے بالکل بچتا ہے۔

جب میں کتاب تعلیم العقاید لکھ چکا تو اتفاق سے ایک رسالہ مطبوعہ مصر جواہر الکلامیہ
عقاید الاسلامیہ ہدست ہوا اگرچہ کہ اوسمیں وہی باتیں تھیں جو میں نے اپنے کتاب تعلیم
لعقاید میں لکھدی تھیں لیکن اوس کی ترتیب بطریق سوال و جواب مجھے بہت پسند آئی اور
یز بعض باتین جو میرے رسالہ تعلیم العقاید میں نہ تھیں وہ بھی نظر آئین لہذا بغرض افادہ طلبہ اوسکی
ضامین بھی باختصار اسمیں درج کئے گئے اور اس مختصر رسالہ کا نام ضمیمہ تعلیم العقاید مسمی بامتحان
لعقاید رکھا گیا اگرچہ تکرار مضامین مخل فصاحت ہے لیکن آج کل منکرین عقاید صحیحہ سلیمہ تکرار بیان

عقاید صحیحہ کی ازحد ضرورت ہے کیونکہ بہت سارے حضرات اول تو عقاید سنت سے واقف ہی نہیں اور جو واقف ہیں اونکا تعامل اس امر کو بتلا رہا ہے کہ وہ عقاید کو بالکل نا [illegible] تعلیم عقاید کی ہر پہلو سے ضرورت ہے جس کا اظہار میں نے اولاً بطریق بیان مسلسل ثانیاً بطریق سوال و جواب کیا اور ثالثاً بطریق نظم ہوا وَمَا عَلَيْنَا إِلَّا الْبَلَاغُ

راقم آثم

ابوالبرکات محمد عبید اللہ [illegible] المذہب [illegible] الطریقت

خادم علوم کتاب و سنت

## قطعہ تاریخ کتاب ہذا از نتایج فکر فاضل اجل شاعر بے بدل مولانا مولوی محمد حسین صاحب مولوی فاضل المتخلص بہ نظمی

قوم کے ناصح مشفق جو عبید اللہ ہیں
کیون نہ ہون لایق توصیف محامد کہئے

اون کی تصنیف جو ہی حسن عقائد میں اوسے
نسخہ دافع آلام مفاسد کہئے

اس عقیدت پہ مصنف کا وہ تقوی اور زہد
ایسے ہوتے ہیں کہین عابد و زاہد کہئے

سینکڑوں وعظ سنے ہونگے مگر یہ مضمون
کبھی کہتے بھی سنا واعظ مسجد کہئے

ہر عمل کیلئے اصلاح عقاید ہے ضرور
جس کا فاسد ہو عقیدہ اوسے فاسد کہئے

جب عقاید نہون اچھے تو عبادت کیسی
ایسے عابد کو نہ عابد نہ تو زاہد کہئے

کوئی سجدہ جو بغیر ایسے عقاید کے کرے
کبھی مقبول نہ ہو اوسکو نہ ساجد کہئے

مئے سنت سے میں سرشار ہوں بھر دی یک جام
جن سے اصلاح عقاید ہو قصاید کہئے

کیسی تعلیم عقاید ہوئی ماشاء اللہ
اہل اسلام کے بر آئے مقاصد کہئے

ایسی تعلیم کا تصنیف کا ای نظمی آپ
سال اصلاح خوش اسلوب عقاید کہئے

۱۳۲۰ ف

تمت